Fazl ʿAlī, Sayyid Shāh

Dīvān-i Fazl

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحراً

دیوان فضل

جھجھری

از تصنیف قدوة السالکین زبدة العارفین جناب سید شاہ فضل علی
جھجھری نور اللہ مرقدہ

خاکپائے درویشان وحید الدین احمد سہسرامی نے بسعی محمد ایوب خان
و محمد سعید خان سکنائے جھجھر

نے

منشی قربان علی کے شاہجہانی پریس دہلی مین طبع کرایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید ہر دو سرا کے واضح ہو کہ کمترین وحید الدین احمد سہسرامی بتاریخ ۱۸/ رمضان المبارک کو بتقریب عرس شریف جھجر ہوا تو بہت سے اوراق کچھ دیمک کے کھائے ہوئے کچھ پانی سے بوسیدہ ہوئے برادراں محمد ایوب خان صاحب و محمد سعید خان صاحب سکنائے جھجر سے دستیاب ہوئے دیکھنے سے اوراق کے معلوم ہوا کہ یہ دیوان ہمارے دادا پیر جناب سید شاہ فضل علی صاحب جھجری نور اللہ مرقدہ کا تصنیف کردہ ہی جو کہ ابھی تک نہیں چھپا ہے۔ لیکن اس عاصی نے تبرکاً اوراق بوسیدہ سے اشعار ردیف وار نکال کر جمع کئے اور درست کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں امید کہ اسکے اشعار پر نہ خیال فرماوین کیونکہ یہ گذشتہ زمانے کی پورانی زبان ہے۔ صرف اصل مضمون پر خیال فرماویں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اشعار ہر ردیف کے شاید غائب ہوں تو تعجب نہیں۔ اسکی زبان نہایت پرانی تھی کوشش کر کے کچھ کچھ جامہ حال اردو کا پہنایا گیا اور بقیہ پرانے ہی الفاظ ہیں تبرکاً چھوڑا گیا ہے اور نام اس کا دیوان فضل جھجری رکھا گیا۔

العبد

وحید الدین احمد سہسرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس کو ہے مقدور حمد کبریا
جو کرے کچھ صفت تیری اور ثنا

تیرا ہمسر ہی نہیں تو ایک ہے
ہے یہ سب کچھ تیرا ہی پیدا کیا

عرش کرسی جن بشر لوح و قلم
ایک کن مین سب کیا عرض و سما

اس زبان سے ہو سکے تیرا بیان
تو نے تو گویائی کا منصب دیا

جو تیری توحید کا قائل نہیں
ہو گیا ملحد و کافر دہریا

ہے وحدہ لا شریک تو ای جناب
جو کرے گا شرک وہ کافر ہوا

جو ہوا دریائے وحدت میں غرق
کون پاوے اُس کا پایان یا رو پتا

دیکھتا ہون اپنی آنکھین کھول کر
اپنی آنکھون میں رہا ہے تو سما

مستی مین جو فضل علی تو کہہ گیا
معذور مجھکو رکھنا تو اے رب رہنما

یہ دل اُس کی محبت میں فنا ہو جا بجا ہو جا
فنا سے پھر بقا ہو جا بقا میں بادشاہ ہو جا

یہ کہنا اُس گل رعنا سے ای صبا جا کر
تو اپنے عاشق دل خستہ سے اگر فدا ہو جا

نگاہ ناز سے دیکھے جو میری طرف ای گلرو
یقین ہے پھر تو جلدی سے میرا مقصد روا ہو جا

گنہ میں عمر کیوں برباد کرتا ہے تو ای عاقل
کہ ایسی زندگی سے یہ بھلا ہے جو فنا ہو جا

یہ مرض عشق سے بیمار ہے فضل علی تیرا
پلا دے شربت دیدار گر اُسکو شفا ہو جا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابعد حمد خدا و نعت سید ہر دوسرا کے واضح ہو کہ کمترین وحید الدین احمد سہسرامی بتاریخ ۱۸ ار
رمضان المبارک کو بتقریب عرس شریف جھجر ہوا تو بہت سے اوراق کچھ دیمک کے کھائے
ہوئے کچھ پانی سے بوسیدہ ہوئے برادران محمد ایوب خان صاحب و محمد سعید خان صاحب
سکنائے جھجر سے دستیاب ہوئے دیکھنے سے اوراق کے معلوم ہوا کہ یہ دیوان ہمارے دادا
پیر جناب سید شاہ فضل علی صاحب جھجری نور اللہ مرقدہ کا تصنیف کردہ ہے جو کہ ابھی تک
نہیں چھپا ہے۔ لیکن اس عاصی نے تبرکاً اوراق بوسیدہ سے اشعار ردیف وار نکال کر جمع
کئے اور درست کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں امید کہ اسکے اشعار پر نہ خیال فرماوین کیونکہ
یہ گذشتہ زمانے کی پرانی زبان ہے۔ صرف اصل مضمون پر خیال فرماویں۔ اور معلوم ہوتا
ہے کہ کچھ اشعار ہر ردیف کے شاید غائب ہوں تو تعجب نہیں۔ اسکی زبان نہایت پرانی
تھی کوشش کر کے کچھ کچھ جامہ حال اردو کا پہنایا گیا اور بقیہ پرانے ہی الفاظ ہیں تبرکاً
چھوڑا گیا ہے اور نام اس کا دیوان فضل جھجری رکھا گیا۔

العبد

وحید الدین احمد سہسرامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کس کو ہے مقدور حمد کبریا — جو کرے کچھ صفت تیری اور ثنا

تیرا ہمسر ہی نہیں تو ایک ہے — ہے یہ سب کچھ تیرا ہی پیدا کیا

عرش کرسی جن بشر لوح و قلم — ایک کن مین سب کیا ارض و سما

اس زبان سے ہو سکے تیرا بیان — تونے تو گویائی کا منصب دیا

جو تیری توحید کا قائل نہیں — ہو گیا ملحد و کافر دھریا

ہے وحدہ لاشریک تو اے جناب — جو کرے گا شرک وہ کافر ہوا

جو ہوا دریائے وحدت میں غرق — کون پاوے اس کا پایان یارو پتا

دیکھتا ہون اپنی آنکھین کھول کر — اپنی آنکھون میں رہا ہے تو سما

مستی مین جو فضل علی تو کہہ گیا
معذور مجھکو رکھنا تو اے رب رہنما

یہ دل اس کی محبت میں فنا ہو جا بجا ہو جا — فنا سے پھر بقا ہو جا بقا میں بادشاہ ہو جا

یہ کہنا اس گل رعنا سے اے صبا جا کر — تو اپنے عاشق دل خستہ سے اگر جدا ہو جا

نگاہ ناز سے دیکھے جو میری طرف اے گلرو — یقین ہے پھر تو جلدی سے میرا مقصد روا ہو جا

گنہ میں عمر کیوں برباد کرتا ہے تو اے عاقل — کہ ایسی زندگی سے یہ بھلا ہے جو فنا ہو جا

یہ مرض عشق سے بیمار ہے فضل علی تیرا
پلادے شربت دیدار گر اس کو شفا ہو جا

ساقی تو اپنی ایک عنایت کا جام لا
تڑپے ہے تیری عشق مین بیخود ہوا یہ دل
دریا کے مثل لہر میں اس دل حباب میں
کشتی خرد کی پھٹ گئی حیرت کے موج سے

فضل علی کو اپنی محبت سے دی پلا
جیسے کہ تڑپے ہے قبل رُخ قبلہ نما
تیرے تو شوق بحر نے غرقاب میں کیا
مجھکو نہ فکر نیک نہ بد کا ذرا رہا

مستی میں جو کہ فضل علی سے ہوا قصوٗر
معذور مجھکو رکھنا تو اے شیخ رہنما

ایسا جہان میں کوئی بھی نا آشنا نہ تھا
دل ہاتھ سے گیا ہے نہ آیا مرے وہ ہاتھ
مت کر نصیحتین مجھے ناصح کہ بس ہو جب
قاصد جو میرے یار کو مجھ تک نہ لا سکا
ای تو ہے کہہ صبا میرے جانان سے یہ پیام
بسمل کی طرح لوٹے ہے اور جان بلب ہوا

قطعہ

دیکھے سے تجھ صنم کے میرا دل بجا نہ تھا
نزدیک اپنے ایسا تو وہ بیوفا نہ تھا
جب سے اثر کیا ہے میرا دل بجا نہ تھا
کیا دیکھنے کو اُسکے تو ہر جا پھرا نہ تھا
مینے دیکھا تیرے یار کو ابتک سرا نہ تھا
سُن کے تو دیوانہ کا ہرگز پتا نہ تھا

تجھپر تو سب عیاں ہی مگر یوں کہے کوئی
ہم سے کچھ خیال فضل علی نے ظاہر کیا نہ تھا

جلتا ہی تیرے عشق میں رُخ آفتاب کا
تجھ سے ہوا ہے دونوں جہانکا باغ سبز
گر تو نہ ہوتا کوئی نہ ہوتا دو کون میں +
جسنے شراب شوق کا پایا ہے تیرا جام

سینہ کباب ہو گیا ہے ماہتاب کا
تیرے عرق سے پھول کھلا ہی گلاب کا
تیری رضا میں حق ہے یہ مثلاً کتاب کا
اُسکو نشہ نہوئے دنیا خراب کا

پایا ہے جس نے جام محبت کے دور کا
طالب نہیں وہ فضل علی اس شراب کا

مجھکو ہے اے یار یاری کا
دل مرا عشق نے کیا مدہوش
ایک مدت سے پڑا ہوں میں

چڑھ رہا ہے نشہ خماری کا
کیا کہوں حال اُسکی خواری کا
تیرے ملنے کے انتظاری کا

کوچ ہر دم بجا دے نقارہ
لگ رہا ہے یہ دم شماری کا

ہو تسلی کا جلوہ فضل علی
دو آیا ہے بیقراری کا +

کام اپنا ہے آہ و زاری کا +
اور تجھ بن ہے بیقراری کا

تو نہ دے درد ہجر کا جانا
وقت آخر ہے اس اناری کا

رنج یہ وصل کی دوا سے کھو
نہ جاویگا یہ درد ہشیاری کا

گر تو الطاف اپنا فرما دے
بات منصب ہے پنجہزاری کا

اپنے فضل علی کو دے دیدار
آج ہے وقت اپنی یاری کا

میرے محبوب سے جا کر صبا یاد کرکے کہہ دینا
کرو جلدی سے غم سے تم مجھے آزاد کہہ دینا

نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے پڑا تڑپے ہے دیوانہ
یہہ جان پر لب ہے تیرے ہجر میں ناشاد کہہ دینا

کہ ہم سے ناتوان سے کیا کرے پرہیز ملنے کا
تیری دوری سے مرجائیگا یہ بے بنیاد کہہ دینا

مجھے دے ایک پیالہ دے نکر تکرار ای ساقی
یہ مے خانہ تیرا دائم رہے آباد کہہ دینا

پڑا ہے ایک مدت سے تیرا فضل علی عاشق
پکارے ہے تیرے در پر میری فریاد کہہ دینا

تو اپنی موج سے ساقی ذرا ادھر تو آ
پیالہ عشق کا بھر بھر کے تو شتابی لا

نہ اعتبار ہے اس زندگی کا دنیا میں
پھر اس قلیل حیات میں ہوی صبر کہا

ذرا تو غور کر اپنے اسس دیوانہ کو
تمہارے در کو تو چھوڑے تو پھر کدھر کو جا

نہیں تو اپنے دیوانہ کا حال ہے دشمن
بچارا عشق میں کرتا پھرے ہے داویلا

ہمارا ہوش تو لیکر گیا ہے وہ دلدار
یہ درد کرتا ہے بیخود رہے نہ ہوش ذرا

جناب غوث زمان خواجہ سلیمان پیر
کہ اب تو کیجیے اپنا کرم برائے خدا

تمہارا فضل علی ہے غریب سرگردان
اسے تو وصل کا محبوب کے دے جام پلا

ہمارے دلکو ای دلبر عجب ہی مفت لیجاتا
کہ پھر بھی آنکر اپنی ادا ہم کو نہ دکھلاتا

یہ کیا انصاف ہے ای دلربا ہم تمکو کہتی ہیں
دکھا کر اپنی صورت کو نہیں ہی پھر نظر آتا

تجھے یہ بیخبری کیا ہوا ہے حال عاشق کا
جلا اے شمع رو تیری لگن من ہے جاتا

جنہیں اپنا کہے پھر چھوڑ تا کب ہی وفاداری
بھروسے پر تمہارے سے لیا ہی عشق کا جاتا

کہاں جاؤں کدھر جاؤں کہیں جاتا نہیں پاؤں
پڑا ہے فضل علی کو جیتے جی ہی اے یار مر جاتا

آنکھوں میں میرے آکے تیرا جمال چھپایا
دیکھا تو ہر مکان مین تو ہی رہا سمایا

حیرت میں آگیا ہوں کر کر تیرا ظہورا
اس طرح سے دل میں اکر کے میری بھایا

اس کا کرم ہے بیحد اور یہ نہیں اپنی طلع
ہر ہر شے کے اوپر رحمت کا اسکے سایا

جلوہ تیرا تمامی عالم پر روز برسے
فضل علی کا نصیب خوش ہی اسنے جمال پایا

میں کسسے کہوں دل بیچین ہے میرا
جسدن سے تجھے دیکھا ہے دل ہوگیا تیرا

نہ شہر میں آرام ہے نہ جنگل میں تسکین
میں تنگ ہوا عشق نے ایسا مجھے گھیرا

جاؤں کہاں جانیکی نہ طاقت رہی تن میں
مجھکو تو کاہے کبوتر کی طرح چھیڑا

چھوڑے ہی دنیا کی طلب کو تو کیا بہتر
جو اس میں رہا ان کا ہے دو دن کا بسیرا

ہے خاک تیرا فرش اور گھر گور ہے تیری
گھر سمجھا ہے جسکو وہ نہیں تیرا ڈیرا

لب تشنہ پڑا ہوں ذرا دیکھ تو اے قاتل
میرا اب تو کر تیغ سے اور کام ہو میرا

چاہ ہے فضل علی بس تجھکو ہی چاہے
جز چاہ تیرے اور سب کا ہے بکھیڑا

محبت میں خدا کی دل فنا ہوتا تو کیا ہوتا
بقا ہوتا بقا ہوتا بقا کا بادشاہ ہوتا

کٹی یہ عمر ساری اس فنا میں اور یوں برباد
بگولا جس طرح سے ہے روان سوئے سما ہوتا

تجھے اے دل نصیحت کر رہا ہوں اب تو یہ سن
اگر پہلے سے تو سنتا تو تیرا کیا بھلا ہوتا

کری جو یاد اللہ کی جوانی میں تو ہووے وہ مقبول
بڑھاپے میں اگر کرتا تو کیا حق کو ٹھگا ہوتا

اگر ایک آہ بھی سینہ سے میری اب تلک آتی
یقین ہے کانپ کر گردون زمین پر گر پڑا ہوتا

بھلا اب بھی سمجھ آئی تجھے فضل علی بہتر
اگر اول سمجھتا تو تو کیا قرب خدا ہوتا

اپنا کر کے نہ سمجھے رسوا
آپ کا ڈر ہے تجھے ڈر کیسا

جب تلک عشق میں نہ ہو رسوا
تب تلک عشق ہے نمک ہیگا

تو اگر آگ ہم پر برسا دے
کہوں ہل من مزید کا فقرا

تو جلا دیکھ اے میرے محبوب
خاک ہو جاؤں اُف نہ ہو پیدا

آرزو ہے ہمیشہ فضل علی
کہ جلوں عشق میں از سر تا پا

ہے کون و مکان مین وہی بولتا
وہی بولتا ہے وہی بولتا

ہزاروں پتے سے وہی بے پتے
مگر یہ پتہ ہے صحن بولتا

کہے ہے علی کل شئی قدیر
چھپے کس طرح سے ہے تو بولتا

فرش سے عرش تک ہی تیرا ظہور
کہ قرآن میں امر و نہی بولتا

توہی ہی توہی ہر توہی ہے توہی
نہ بے تیرے فضل علی بولتا

دل لیگیا ہمارا دیکھلا کے حسن پیارا
دکھلا کے حسن پیارا دل لے گیا ہمارا

وہ دلربا سدھارا بس کر کے مجکو حیران
بس کر کے مجکو حیراں وہ دلربا سدھارا

میرا نہیں گذارا تیرے بغیر دلبر
تیرے بغیر دلبر میرا نہیں گزارا

یہ مبتلا تمہارا روئے تمہارے غم مین
روئے تمہارے غم میں یہ مبتلا تمہارا

مین مٹ گیا ہوں سارا تیرے فراق اندر
تیرے فراق اندر مین مٹ گیا ہوں سارا

مجھکو نہیں ہے چارا تیرا جمال پاؤن
تیرا جمال پاؤں مجھکو نہیں ہے چارا

فضل علی تمہارا کرتا ہے گریہ زاری
کرتا ہے گریہ زاری فضل علی تمہارا

دل گیا تھا ہم کو دیکر اپنا جانے کیا پتا
پھر نہیں ہمکو لگا ہے اسکے پانے کا پتا

جو گیا ہے کوچہ دلدار میں وہ کر کے گھات
شوق میں دلبر کے دل ہوا مثل کباب
جا تو قاصد کہہ مرے جاناں سے لی جلدی خبر

اب کہاں لگتا ہے یارو اُسکے پانیکا پتہ
دن کو تو معلوم نہیں شب کو ملتا ہی پتا
پھر نہ پاویگا تو اپنے اُس دیوانے کا پتا

شوق میں تڑپے تیرے ہے رات دن فضل علے
اب تو دے ہمکو پتا اپنے ٹھکانے کا پتا

دل لے گیا تھا میرا ابتک ادھر نہ آیا
جو جو کہ آرزو ہے میں یوں کیا تم سے
کیا کیا ہے رنج مجھپر گذرا تیرے ہجر میں
حال اپنے سینہ کا وہ کیونکر کرے گا ظاہر

کیا خواب میں کرشمہ تو نے مجھے دکھایا
کھل گئی تھی آنکھ میری پھر تو نظر نہ آیا
دشمن کو بھی نہووے ہرگز میرے خدایا
جس نے کہ راز اپنا محرم سے ہے چھپایا

فرقت میں تیرے شب و روز فضل علی ہی تڑپے
دیدار اب تلک ہے اُسکو نہیں دکھایا

تو دیکھنے کو میرے ایکدم ادھر نہ آیا
مقدور ہے کہ اکدم میری جو آنکھ لگ جا
میں کوکلی پپیہے کی طرح کوک رہا تھا
ایسا نہیں ہوا ہے ایک طرفی لاگ ہوئے

تیرے ہجر نے پیارے راتوں مجھے رولایا
ایسا مجھے جگایا یکدم نہیں سلایا
میرے پکارنے پر کچھ رحم نہ آیا
تیرے تو دل میں ہرگز ذرہ بھی نہ بھایا

میں جاگ رہا ہوں سے اب ہو چکا ہی آخر
اس درد و غم نے تیرے فضل علی جلایا

دل میرا عشق کے صدمہ سے گرفتار ہوا
میرے رونے نے مجھے کر دیا رسوا یارو
میں نے اس یار سے چھپ چھپ کے کہا تھا جو جو
تا لپٹنا اُسکو ہوا عشق کا ظاہر کرنا

جب سے میں اپنے و بیگانہ سے بیزار ہوا
اب تو معروف ہر کوچہ بازار ہوا
میرے اس راز سے ہر ایک خبردار ہوا
اس سبب سے برا مان کے بیزار ہوا

کیا نہ کہا تھا تجھے فضل علے ہر بار
صحبت غیر سے کہا دیکھ کیا خوار ہوا

کرکے اب تنہا مجھے محبوب جانا کیا بھلا
میں کبھی ہرگز نہ ملتا تیرے در سے ای صنم
دل میرا جب سے ہوا زیر قدم تجھ ماہ کے
بات مردوں کی نجاوے اور پھر جاوے تو جا

دل لگا کے پہلی ہمسے منہ چھپانا کیا بھلا
اب تیرے کوچہ میں سر دی کر نجانا کیا بھلا
اب قدم کو رکھ کے ثابت پھر اٹھانا کیا بھلا
قول کو قالو بلا کے اب توڑنا کیا بھلا

اب تو خود آئی تیرے سر پر توے فضل علی
غل مچانا رونا اور جی چھپانا کیا بھلا

رات کو درد میں بس آہ میں جا گاہی کیا
مین نے ہر طرح سے بہلایا اس کو یارو
ہجر کی شب کی درازی کا بیان ہو کس سے
چاہے جس جس طرح سے ہمکو جلائے پیاری

اور تصور نے مجھے یار کے سونے ندیا
چین اس نے مجھے کیا کہوں ایکدم ندیا
طول تھا ایسا گویا عرصہ قیامت کا کیا
یہ دل درد تری نظر سے رہتا ہے چھپا

یہ تیرا فضل علے تیرے تئیں چاہے ہے
غیر تیرے نہ کسی کی اسے ہے روا اور ریا

ہم نے پھیلا کے سب مکان دیکھا
کون ظاہر ہے کون باطن ہے
یار کو ڈھونڈھتا پھرا ناحق +
اندرون اپنا جب کیا خالی +

ہر مکان میں تو ہے عیان دیکھا
تو ہی ظاہر تو ہی نہان دیکھا
اسکو میں اپنے درمیان دیکھا
تب میں وہ جلوہ جہان دیکھا

جس نے دیکھا ہے اسکو فضل علی
کیا کریگا وہ دو جہان دیکھا

یار کا جلوہ جا بجا دیکھا
کیا تو لیلیٰ میں کیا تو مجنون میں
آنکھ تھی بند یار تھا اس جا
ایک بقا ذات لایزال تیری

ہر مکان میں وہ خوشنما دیکھا
سب میں وہ ربی العلا دیکھا
جب کھلی پھر نہ وہ پتا دیکھا
سب کو بس نقش فنا دیکھا

اسنے فضل علے کا اے یارو
دل کو کس طرح سے لیا دیکھا

آ کر کے اے پریرو دیکھ انتظار میرا
سیماب کی طرح ہے دل بیقرار میرا

کیا کہیئے اپنی حالت کہنے میں کچھ نہ آوے
ہے دل میں اور زبان میں تو ہی شمار میرا

کیا کہتا پھرا ہوں یارو اُس کا پتا نہ پایا
ملکوں میں میں پھرا ہوں پایا نہ یار میرا

اب روتے روتے میری آنکھوں سے خون برسا
بے دلربا کے یہ دل ہے بیقرار میرا

رکھ دھیان اپنے رب کا کر دل میں تو تسلی
فضل علی ملا دے اُسکو وہ ہے محبوب میرا

تو اے دلدار کر جلدی علاج اب میرے اس غم کا
مجھے دکھلا شتابی سے وہ مکھڑا خوش تبسم کا

میں روی شمس کا عاشق ہوں اور واللیل زلفونکا
نہ جنت کا ہوں میں طالب نہ ڈر رکھا جہنم کا

تصور میں ترے آنکھیں ہماری سوکھ جاتی ہیں
جیسے سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا

ہمیں رسوائیوں سے ڈر نہیں ہے تری عشق کی اندر
ترے غم کے اٹھانے کو ہمارا کام آدم کا

پڑا ہے تیغ ابرو کا تیرا فضل علی زخمی +
تن زخمی پر اُس کے جلد رکھ پھاہا مرہم کا

میں ہوں جیسا ہوں تیرا ہوں نہیں میں دوسرے در کا
بس اپنا کر کے تو ہرگز نکرنا مجھکو در در کا

مجھکو نہ دوسرا گھر ہے نہ در ہے دوسرا ایسا
بھلا انصاف سے بولو بتاؤ ہوؤں میں کس گھر کا

کہاں جاؤں کدھر جاؤں کہاں جا ہی جتا جاؤں
تمہارا در اگر چھوڑوں تو بولو ہوؤں میں کس در کا

خدایا تو کریم ہے اور رحیم ہے اور ہے مالک
مجھے نیکوں میں کر لے تو تیرا بندہ ہوں قادر کا

مجھے تو عشق ہے فضل علی اس وقت ملجا کا
کہیں ملتا نہیں دیکھا لکھا ہے جو مقدر کا

مت کر گناہ حق سے تو شرمندہ ہووے گا
اوقات کو خراب مت کر تو بہت رویگا

یہ موتی ہے لیا تیرے ایمان کا میاں
شیطان کے کہنے سے تو ناحق کو کھووے گا

جیسا عمل کریگا تو پاوے گا اسکا پھل
کاٹے گا اپنے ہاتھ سے جو کچھ کہ بوویگا

تو آجکل کا خیال نکر جلد دل کو دھو +
بندہ خدا کا ہے وہی جو دل کو دھووے گا

ہشیار رہ تو فضل علی مستی سے ہو ہشیار
مارینگے جوتے دلکو جو غفلت سے سوویگا

کرے بھلی کمائی آخر کو خاک ہوگا ۔ دل سے سمجھ لے ای بھائی آخر کو خاک ہوگا

سب پیر اور پیغمبر جن و بشر ملایک ۔ اور جتنی ہے سب خدائی آخر کو خاک ہوگا

دونوں کی زندگانی اوساتنی ہے تغافل ۔ کرلے تو کچھ بھلائی آخر کو خاک ہوگا

بھانہ مست کر کچھہ بندگی تو کرے ۔ ہے اس میں تیری رہائی آخر کو خاک ہوگا

فضل علے کو ناصح کرتا ہے یہ نصیحت
کر در دیں سمائی آخر کو خاک ہوگا ٭

ای بادشاہ دوسرا حضرت محمد مصطفےٰ ۔ اے والی شاہ و گدا حضرت محمد مصطفےٰ

کیا جنت و عرش و فلک کیا جن و انسان و ملک ۔ مشتاق تیرے انبیا حضرت محمد مصطفےٰ

معشوق مولائی توئی مخلوق اعلائی توئی ۔ تجھہ سا نڈر ارض و سما حضرت محمد مصطفےٰ

تیری صفت لولاک ہے سب سے تو فضل پاک ہے ۔ تیری مثال کوئی نہیں حضرت محمد مصطفےٰ

تو پیشوائے مرسلین اور رحمت اللعالمین ۔ ہے حسن تیرا والضحیٰ حضرت محمد مصطفےٰ

طہ و یسن کا لقب ہوا عطا تم کو مرسلین بنا ۔ مداح ہے تیرا خدا حضرت محمد مصطفےٰ

تھا کنت کنزاً مخفیا میں بھید اللہ کا چھپا ۔ تجھہ نور سے ظاہر ہوا حضرت محمد مصطفےٰ

اے صاحب عرب عجم ہم عاصیونکی رکھہ شرم ۔ صدقے تیرے صدیق صفا حضرت محمد مصطفےٰ

برکت عمر عثمان سے ہو خاتمہ ایمان کا ۔ بطفیل مرتضےٰ حضرت محمد مصطفےٰ

از شہ شبیر و شبر آسان ہو روز حشر ۔ اور رہوں تیرے تخت و لوا حضرت محمد مصطفےٰ

سب آل اصحاب رسول عم نبی زوجہ بتول ۔ میں ہوں غلام اولیا حضرت محمد مصطفےٰ

تیری صفت صلو علیہ و سلمو تسلیما ہے ۔ مجھہ سے ثنا کب ہوا ادا حضرت محمد مصطفےٰ

ہے آرزو فضل علی بن سید حیدر جہجری ٭
اپنی حضوری دے سدا حضرت محمد مصطفےٰ

میں تو قائل ہوں تری تقریر کا ۔ اور عاجز ہوں تری تحریر کا

کر لیا اپنا غلام ایک آن میں ۔ ہوں فدا قربان اس تاثیر کا

ہمکو پھنسنا تھا تمہارے عشق میں ۔ مٹ نہیں سکتا لکھا تقدیر کا

ذرہ پر آنے کی خبر دے مری جان ۔۔۔ ہو چکا ہے کام مجھ دلگیر کا

تو ہے معشوق الٰہی فخر دین
فضل علی ہے عاشق تیری تصویر کا

کل ناز سے آیا تھا تو مجلس میں ماہ خوش لقا ۔۔۔ دل ہو چکو راب تھکتا ہا پہنچا نہیں تجھ پاس جا
جب سے کہ دیکھا تھا تیرا جلوہ میں اے رشک قمر ۔۔۔ تب سے مری نظروں میں آتا ہے خورشید سا
دیکھنے سے تیرے ہو گیا دنیا و دین سے بیخبر ۔۔۔ حیرت زدہ پھرتا ہوں میں مانند وحشی کو سدا
جو کچھ کہ گذرا ہے مجھ پر بس کیا کہوں میں اپنا ورد ۔۔۔ تڑپتا ہوں مثل ماہی فرقت میں تیرے دلربا

فضل علی کے دل کو روشن کر تو اے مہ جبین
یہ ہو گیا ہے عشق میں جلکر جیون الٹا توا

دل لیگیا ہے میرا یہ دل پڑا ہوں اسجا ۔۔۔ کوئی صنم سے کہدو ٹک آ کے ہمیں ہس جا
کون و مکان مین جلوہ تیرا ڈھونڈتا ہوں ۔۔۔ اپنا مشاہدہ دے دل کو مرے ہوس جا
مجھکو بغیر تیرے کوئی نظر نہ آوے ۔۔۔ مجھکو میں چھوڑ پیارے جاؤں تنہا میں کس جا
آنکھوں میں جان و تن مین تو ہی سما رہا ہی ۔۔۔ اتنا تو کر پیارے میرے تو دل میں بس جا
شیشہ پیالہ ساقی اور باغ یار ہی کا ۔۔۔ ہے آرزو کہ آکر مینہ جلدی سے برس جا
اللہ مجھ پر ایسی رحمت نزول کر دے ۔۔۔ دل تیرے بحر رحمت میں میرا جاکے دھنس جا

فضل علی کو واعظ کرتا ہے کیا نصیحت
ایسا نہو کہ تو بھی اس دام میں پھنس جا

اگرچہ عشق پر آفت اور پر بلا ہے گا ۔۔۔ وے برا نہیں یہ امر کچھ بھلا ہے گا
جو مجکو قتل کرے اپنے ہاتھ سے ظالم ۔۔۔ تو تیرے سر کی قسم اپنا تو نفع ہے گا
یہ اشک چشم میری روز شب برستی ہین ۔۔۔ مثال نوح کے طوفان ایک بپا ہے گا
فلک سیاہ ہوا ہے ہماری آہوں سے ۔۔۔ قمر کا سینہ مرے غم سے جلا ہے گا

نگاہ لطف سے اپنے ذرا ادھر کو دیکھ
کہ تیرا فضل علی خاک میں ملا ہے گا

اگر یہ باغباں ہم کو ذرا وہ باغ دکھلاتا
تو بلبل کی طرح یہ دل مرا قربان ہو جاتا

عجب وہ باغ ہے یارو خزاں مطلق نہیں آئین
کوئی جو آنکھ بھر دیکھے تو پھر کچھ نہیں بھاتا

عجب ایک پھول ہے اس باغ کا جسپر ہوں میں مائل
درود پڑھنے سے اُسپر میرا دل خوب لہراتا

خجل ہے سرو قد سے چشم سے حیراں ہے نرگس
قمر بھی ہے شرمندہ فلک میں جبکہ چھپ جاتا

اگر اُس شمع رو کو دیکھتا فضل علے ذرا بھی
مثل پروانہ کے واللہ فی الحال جل جاتا

صبا مجھکو اڑا یہاں سے صنم کے در اوپر لیجا
وہ ایوان سے کب نکلی جمال اپنا مجھے دیجا

مجھے تو آرزو دیدار کی رہتی ہے ہر ساعت
خدا کے واسطے قاصد تو کہہ میری طرف سے جا

مجھے اُسکی بغیر زندگی بھاتی نہیں ہرگز
بسی رہی ہے میرے دل میں ہر دم یاد اُسکی جا

کروں کیا کیمیا اکثر اُس پارس کو میں لیکر
مجھے اُسکی نظر کافی ہے بے اُسکے سہی نے جا

یہ دل فضل علی کا یار پر اب ہو گیا عاشق
ارے ناصح کھڑا ہے کیوں ذرا ہمسے پرے ہی جا

جو دم تیری یاد میں گذرے تو بقا ہے
جو ہم نے کہا تم سے سو سچ ہے بجا ہے
ہم عشق کے بندے ہیں جو عاشق ہیں صنم کے
ہم ہر طرح سے راضی ہیں شکر اُسکا سدا ہے
گر عشق کیا جائے تو کر عشق حقیقی
عاشق تو ہے معشوق ہو ذات خدا سے
دم ایک بجا یاد بغیر اُس کی تو ہے حق ÷
معبود وہ موجود یہ سب اُسکی ثنا ہے

اے عاشق — دانا
ہے تیرے جان میں — جانا
گر اسکو ہو — منظور
جانا سو ہی — مانا
ہوئے عاشق — صادق
او دلبر — رعنا
حق حق وہی — مطلق
دل اُسکا — نشانا

اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن کر فضل علی عشق
دانا ہو نادان نہ تن سچ تو کہا ہے محبوب کا پانا

مرحبا اے ساقیا جام محبت کا لا
اپنی عنایت سے ایک بار پیالہ پلا

آرزو میں مے کے آہ صرف ہوئی عمر سب
دل کی ذرا موج نہیں جلد تو شیشہ اوٹھا

تیرے پیالہ کے بیچ عکس رخ یار ہے
مجھکو ذرا آن کے وہ رخ تابان دیکھا

در پر تمہارے کھڑا کب سے پکار رہا ہے فقیر
مے کے ہو مختار تم لطف کیجے عطا

دور منور مین جام فضل علے نے چکھا
آج کرم کر فضل سے ذرا دنیا جاتی آ

دل میرا یار کے قدمون سے کبھی دور نہ تھا
لیکن آنا مجھے اسکے کنے مقدور نہ تھا

ایک نظر دیکھنے میں یوں سے کر دیجے مقام
پھر کے اسکے یہان آنا میرا منظور نہ تھا

بند آنکھوں سے مرے تو ہی نظر آتا تھا
آنکھ اپنے سے اوٹھا کر دیکھا تو نور نہ تھا

عشق نے اسکے مجھے کر دیا رسوا یارو
پھر ایک وقت میں میرے یار کے مذکور نہ تھا

کھول زلفونکو کیا شب کا بہانا یارو
مرے مرقد پہ جو اسے آنا منظور نہ تھا

کیا کیا فضل علی کو اسنے جلایا دیکھو +
اپنا مفہوم تھا اور اس کا یہ دستور نہ تھا

کہ تاج سلطنت سے آستانہ یار بہتر تھا +
تجھے سایہ ہما سے سایہ دیوار بہتر تھا

تیرا بیمار فرقت سے پڑا ہے جان بلب ظالم
اگر تم دیکھتے آکر تو یہہ بیمار بہتر تھا

مجھے یہ دکھ دیا تو نے مونڈایا سبزہ خط اپنا
میرے اس زخم کو مرہم نگار بہتر تھا

تجھے عاشق سے اپنے منہ چھپانا ہی نہیں بہتر
دکھانا اپنی صورت کا ہمیں ہر بار بہتر تھا

خریدا ہے تیرے بازار میں فضل علے نے درد
لیا ہے عشق کا سودا اسے یہ کار بہتر تھا

نام اس شیرین لب دلدار کا
ہے وظیفہ مجھ دل بیمار کا

عشق میں شیرین زبان کی ہر گھڑی
تشنہ لب ہون یار کے دیدار کا

اے عزیزو مت مرے پیچھے پڑو
میں سدا سے ہوں دیوانہ اس یار کا

مین سلیمان سنگھڑی کا ہون غلام
ہون سگان سگ اسی دربار کا

نام اس کا سب کہیں فضل علے

یہ تو بلبل ہے اُسی گلزار کا +

چھوڑ دے اب خیال ماضی کا
وقت آیا ہے سرفرازی کا
دل مرا یار پاس جاتا ہے +
جس طرح جا سوار تازی کا
جان دینا مجھے شہادت ہے
ٹلتا ہے کب ہے کام غازی کا
طے کیا کس نے مثل شانہ کے
آہ اُس زلف کی درازی کا

کر تو قربان جان فضل علے
وقت آیا ہے عشق بازی کا

جمال تیرا اگر خواب میں بھی یاد دے گا
تو لاکھ بار تیرے در او پر پھر آوے گا
شاہدہ مجھے رویا میں گر ہوا حاصل
مثال شمع کے سر اپنا پھر کٹاوے گا
بغیر دیکھے ترے ہو گیا ہے یہ قربان
جو تجھہ کو دیکھے تو کونین کو مٹاوے گا
اے شمع رو ذرا تو آنکہ ادھر کو دیکھہ
کہ تیرے عشق میں پروانہ دل جلا دیگا
تو داد اُسکے کو پہونچی یا نہ پہونچی ایک ہی تو
کہ بادشاہ کے سوا اب کہاں یہ جاویگا

مراد یہ ہے کہ حاصل ہو تیرا دیدار
تمنا فضل علے کی خدا بنا وے گا +

ساقیا جام ایک ہوش کا لا
اپنے مدہوش کو تو جلد پلا
جام جمشید سے نہ ہو کچھ کم
جیسے عقدہ میرے پر سب ہو وا
میں تیرے جام کے گیا قربان
جام ہے یہ تو جام وحدت کا
تو رحیم ہے میں بندہ پر عصیان
جرم میرے کو معاف سب فرما
مجھہ سے ہرگز نہ تو الجھہ واعظ
میں دیوانہ ہوں مجھکو ہے سودا
کیا کہوں حال اپنا اے زاہد
مست سرشار ہوں میں سر تا پا

اے مسیحا ہے مردہ فضل علی
لب شیریں سے اپنے اسکو جلا

اے مہ خوش لقا ادھر تو آ
چاند سا منہ ذرا ہمیں دکھلا

دیکھہ تو انتظار میں تیرے
ساقیا گلعذار سلیم وہاں
جسکے پینے سے دوئی ہو دور
مطربا کا ملا کے اپنا ساز
روز شب سفت عمر ہوئی ضائع

قطعہ

مثل نرگس کے چشم ہری وا
مئے وحدت کا جام ایسا پلا
اور خودی دور ہو برائے خدا
راگ ایسا سنا کہ وہ مل جا
اے دلا اب تو کرلے یاد خدا

سایہ سے آپ کے ہی فضل علی
کیا درکار ہے اس کو ظل ہما

ہمکو فرقت میں تیرے غم کھانا
مین تو فرمان پذیر ہون تیرا
مطلب ہے خاص وصال تیریکا
میں تجھے ایک دن میں جانا ہی
تیرے دیکھے بغیر چین نہیں

نہ کبھی شکوہ لب تلک آنا
پر نہ تونے میرا کہا مانا
آپ دل میں سمجھ تو ہے دانا
کون کافر ہو پوجے بت خانہ
کیا کروں دل نمانے سمجھانا +

تیرا عاشق ہے فضل علی لیکن
اس کو سمجھایا پر نہیں مانا

مت کرا ہی ماہ تھا ہم سے حجاب
غیر تو ہرگز نہیں اے نازنین
دلکو دم دیکر کے لیجاتے ہو تم
جو کوئی طالب ہو تجھ بن غیر کا

نکلے ہے بادل سے آخر ماہتاب
کیا عجب ہی تو دکھادے رخ شتاب
یہ تماشا کیا ہے اے عالیجناب
وہ تو ہو دونوں جہاں میں ہی خراب

ہو گیا تاریک دل فضل علے
تو دکھا چہرہ کو اپنے اب شتاب

شوق میں تجھ دلربا کے دل ہو گیا ہی خراب
میں تو حیران ہوں ہمکو نہیں تو چین ہی
دیکھکر شیرین کا جلوہ جس طرح

ڈھونڈتا ہے آپکو اور پھرتا ہے خراب
جس طرح لیلے پر مجنون تھا خراب
ہو گیا فرہاد کا خانہ خراب

خود کو پاوے دیں سے ہو بے خبر
کب پسند ہے اسکو یہ دنیا خراب
حضرتِ عشق کیا تری تاثیر ہے
کر دیا ہے ہیر رانجھا کو خراب
جو خراباتی ہیں تیرے عشق کی
انکو طلب دین و دنیا ہے خراب

ڈھونڈتا پھرتا تجھے ہے فضل علے
ہر مکاں و کوچہ میں وہ ہر جا ہے خراب

زود ہیا ساقیا بخشدے جلدی شراب
صدقے تیری پر جان و دل جل جل کر ہوا کباب
اپنی عنایت سے جام ایک پلادے مجھے
دور ہوویں میرے سب پردے اور دلکے حجاب
گرچہ تیرے کرم سے سب حاصل و مقصود ہیں
تم سے نہ کچھ دور ہوں اے میرے عالیجناب
ایک عنایت کی نظر تیری کفایت کرے
چھوٹ جاویں دل کے سب جو ہیں رنج و عتاب

جب سے کرم کی نظر تیری فضل علی پر ہوئی
جان لیا بس دل سے دنیا ہے مثل حباب

اٹھ تو اب ساقیا جلدی دے مجکو شراب
جان لبوں پر میرے آئی ہے مثل حباب
ایک نظر مجھکو اب تو اپنا جلوہ دکھ
ہے میرا یہ مدعا جلدی سے بر لا شتاب
مجھکو تھی آرزو اے میرے منبع کرم
ایک جہان فیض سے تیری ہو کامیاب
وصل سے اپنے مجھے کر شاد کام +
صدقہ نبی الکریم کے وہ جو ہیں عالیجناب

تو نے کیا غزل کہی واہ واہ ای فضل علے
جب سے تو نے ہے پلایا مجھکو جام شراب

آرزو میں تیرے جاتا رہا دن اور رات
پھر بھی قسمت نہیں کرتی میری ایک بات
ہای افسوس زندگانی میں مفت کھوئی عمر
وقت تو کھویا گیا پیارے پر نہ آوے مرے ہات
نیند غفلت میں تو ہے سویا پڑا بیہوش ہو
اٹھو ٹک جاگ اے یار چپ رہیا کر کے گھات
ایک محبت کا پیالہ تو دے مجھکو ساقیا
بھول کر کونین کو یاد نہیں تیری شان صفات

ایک رنگی میں مزا ایک ہی رنگ ہو فضل علے
خود کو کھودے خود بخود تماشائے ذات

جہان گم عقل ہوتی ہو وہاں جانیکی کیا قدرت	اگر پہنچا کوئی اُس جا تو پھر آنیکی کیا قدرت
خضر اور مسیحا وہاں حیران ششدر ہیں	بھلا تو ناتوان ہی دل تجھے جانیکی کیا قدرت
نگہ معشوق کے ہیں کشتگان عاشقان یارو	جسے محبوب نے مارا تو جی جانیکی کیا قدرت
اگر اُسکی گلی مین جا توے سر ہاتھہ میں اپنا	سلامت اُس جگہ سی اُسکو سر لانیکی کیا قدرت

تو اپنے لطف و فضل سے فضل علی کو اپنی قربت دے
بغیر از لطف کے وہاں خود کو پہچانیکی کیا قدرت

میرے دلکو محبت ہی سو پروانہ سے کیا نسبت	نرا غم کا رہے دلمین تو جل جانے سی کیا نسبت
شراب شوق کو پیکر طواف یار کرتا ہوں	جو عاشق وصل کر ہیں انکو ٹل جانیسے کیا نسبت
جو ہیں عاشق صادق غذائے غم صدا اُن کی	جو ہیں بیدرد بیغم انکو غم کھانیسے کیا نسبت
جو صادق عشق کی ہیں وہی مثال شمع روشن ہیں	ایک عالم انکا پروانہ ہی چھپ جانیسے کیا نسبت

مثال مرغ بسمل کی طرح فضل علی تڑپے ہے
تو اُسکو وصل دی واللہ ترسانے سی کیا نسبت

کیوں کرے ہے خوار پیاری الغیاث	دے مجھے دیدار پیاری الغیاث
آپ کا واللہ ہون نہیں غیر کا	اب تو کر اقرار پیارے الغیاث
دیکھنا تیرا فقط درکار ہے +	ہون تیرا بیمار پیارے الغیاث
جو رہے دل میں تو باقی تو رہے	اور نہ ہو درکار پیارے الغیاث
محو کر اپنی محبت میں کریم	کھول دے اسرار پیاری الغیاث
بھید اپنی معرفت کا ہم کو دے	تو میرا دلدار پیارے الغیاث

یہ تیرا فضل علی ہے پر خطا
ہے تو بخشش ہار پیارے الغیاث

رخ چھپاتے ہو صنم ہمسے بھلا کیا باعث	کس لئے ہم سے خفا ہو تو بھلا کیا باعث
آپ محبوب وفادار ہیں عاشق بیتاب	پھر بھی ملتے نہیں ہم سے کیا باعث
اور سے ملتے ہو اور ہم سے خفا رہتے ہو	یہ سخن سنتے تو ہر ایک سے سنا کیا باعث

جان اپنے کو دیا ہمنے تیرے قد موزون
تب بھی سمجھتے نہیں ہیں اپنا گدا کیا باعث

تجھہ سا معشوق نہیں دونون جہاں میں کوئی
پھر تو یہ فضل علے کب ہو جدا کیا باعث

طالب فانی ہو جاتا ہے عبث
تو میاں اُس کا دیوانہ ہے عبث

جو مقدر میں لکھا وہ کم نہو
شوخ سے دل کو جلاتا ہے عبث

تو عبث عاشق کہایا ہے ای یار
اُسکو ہرگز مہر و ملنا ہی عبث

تو عبث لیتا ہے نام عاشقی کا
نام اُس کا لب پر لاتا ہی عبث

جو ہیں زخمی خنجر مژگان کے
اُنکو زخم اپنا سہلاتا ہی عبث

جو کہ اپنے حال کو سنتا نہو
حال دل اُسکو سناتا ہی عبث

عہد توڑا جبکہ اے فضل علے
اُسکو اپنا منہ دکھاتا ہے عبث

ہمکو پلا ساقیا جام تو وحدت کا آج
پہونچی ہے اگر مری جان لبوں پر آج

دنیا مین آکر تو اب ایک دم غافل نہو
کل کو تو وہاں کوچ ہو کر دی جو کرنا ہے آج

کل پر نہ رکھہ کام کچھہ کل کو نہو کام بچھے
غافل کہیں موت کو دل مین سمجھہ اپنے آج

یا تو ہمکو آج اپنا پیالہ پلا
اڑ گئے سب عقل ہوش تاب و توان سب آج

ہجر مین تیرے پڑا ہے فضل علے
ہے تیرا پروانہ آج ہی آجائے آج

ظاہر ہوئے ہو کس کے لئے مہربان آج
یہ بانک پن تمہارا نکالیگا جان آج

کس ڈہب سے آج نکلا ہی زلفین کے باہر و
قربان تجھہ ہو گئے دونون جہاں آج

ساقی بہار آگئی اب دے شراب وصل
تڑپوں سدائی عشق میں تجھہ بن یہاں پر آج

ہرگز نما نیئو رقیبوں سے سن گلا +
مجھسے جہان ہو گیا ہے بدگمان آج

ناصح تو کس لئے مجھے کرتا ہے اپنا پند
معذور ہوں کہ دیکھوں ہاری کی کمان آج

کل تک کسے گماں ہے جینے کے ای حبیب
کل پہ نہ رکھہ تو کام میرا دل سے مان کہا آج

کیجیے خیال فضل علی پر بیدل ہو رہا ہی وہ
مژگان کا تیر لایا ہی ابرو کمان جو آج

تم تو آزردہ ہو یار کس سبب سے کیا علاج
نہیں تو گذرا لطف سے پر رنج رہتی کیا علاج

رنج رہنے سے تمہاری اس قدر ہے دلکو درد
جان ہی بیجان دل بیکل ہی بیماری کیا علاج

دیکھیں عاشق تیری گھر سے قدم رنجہ کری
ہم تو ای دیکھنے کو دور سے تیری کیا علاج

یہ تو مستانہ ہے مجنوں اسکی لیلیٰ ہے دوا
تو کرے دیوانہ پن تبلاؤ سیانے کیا علاج

اے طبیبو مت پڑو فضل علی کے خیال میں
لا دوا بیمار ہوں میں کون جانے کیا علاج

ڈہونڈھتا پھرتا ہوں تجھکو دیوانہ کی طرح
چھان ڈالا ملک سب ہر پھر کی مستانہ کیطرح

آہ کی آتش نے میرے کر دیا دل کو کباب
کیا کروں میں ہو گئی اپنی تو جل جانیکی طرح

ساقیا اتبو پلا دے کیا پیالہ وصل کا
آپ تو دیتے ہیں دیکھائی گرم میخانہ کی طرح

دی ہمیں خلعت رضا تسلیم کا اے دلربا
سرخ روئی سے ہو ہمکو آج گھر جانیکی طرح

چڑھ رہی ہی عشق کی بھٹی اوٹھا آتا ہی تپ لبریز جو
ایک شیشہ لیکے آیا وہ میخانہ کی طرح

میں نواب عشق میں پھرتا ہوں رسوا جابجا
ہے کوئی ایسا کرے لیلیٰ سے ملجانیکی طرح

تو تو شمع کی طرح روشن ہے ای ماہ لقا
دل ہوا فضل علے کا آج پروانہ کی طرح

عشق میں تیرے ای صنم ہو گئی ہی یہ طرح
درد الم اور غم ہو گئی ہے یہ طرح

سونے کو ہم نے کیا ہے دل سے اپنی حرام
چور ہوئے جاہ میں ہو گئی ہے یہ طرح

جب سے دیکھا روتا ہوا چشمونکو مرے ہی مدام
جسم کو اور جان کو کھو گئی ہے یہ طرح

رہتا ہوں میں بیقرار یار تیرے ہجر سے
خونی آنسو نسے ہے منہہ دہونیکی یہ طرح

آپ نے کرم کی کر نگاہ فضل علے پہ ذرا
تیر سے بھی دیدار کی چوری ہے یہ طرح

ہجر دل آرام سے ہو گئی ہے یہ طرح
جان گئی تیرے ساتھ ختم کی ہی یہ طرح

رہتا ہوں میں بیقرار یار تیری چاہ میں — جان کی ہے یہ طرح مال کی ہے یہ طرح
آتش ہجران نے پھونکا ہے میرا استخوان — جنکا ہوا ایسا حال بچنے کی ہے یہ طرح
دوستی تو اپنی کیا ہے اب غیر حق — یار کو ہے یار تو پکار پانے کی یہ طرح

لیوین اگر اسے تو خود دیوین فضل علے
لینے کی ہے یہ طرح اور دینے کی ہے یہ طرح

جو گیا دنیا سے پھر وہ آوے کس طرح — بھاگئی مجنون کو لیلیٰ اور بھاوے کسطرح
منتظر ہیں یار کا قاصد نہ لا سکتا خبر — واں نجا سکتی صبا ہی قاصد جاوے کس طرح
لوٹتا دل ہے نجا سکتا ہے اُس کے قریب — نظر مین آوے نہیں اُس کو بتاوے کسطرح
میں تو بھولا ہن کے آیا یا سلیمان دستگیر — مجھ ایسے بے عقل کو حضرت بولاوین کسطرح

صدق دل سے بیٹھ تو اور زہد کر فضل علے
جانکو اپنے لگاوے پھر نہ پاوے کس طرح

ردیف خ

ایک باری مجھے دکھاوے رُخ — دو جہان سے مرا چھوڑاوے رُخ
میرے رُخ سے ہوا تیرا رُخ مات — اس طرح سے یہ مجکو بھاوے رُخ
میں تیرے رُخ کے ہوں قربان — جال عرفان کی چلاوے رُخ
دلِ تاریک کو کرے روشن — ایک ہی نظر میں آوے رُخ

عاشق زار ہے تیرا فضل علی
ہرگز اُسے تو مت چھپاوے رُخ

کیوں ہم سے چھپاتا ہے رُخ اے ماہ رُخ — ہم تو آئے تھے تمہارے دید کو اے ماہ رُخ
دل تڑپتا ہے شتابی بے خبر اے میری جان — مفت میں مر جاؤنگا دکھا یہ ہم اپنا ماہ رُخ
زندگی بچا ہوں اور بچا ہوں اپنا مرگ — ہے تمنا تیرے دیکھیں گے ہمکو ماہ رُخ
جو کٹی سو کٹی اور اب تو ٹک کر کے کرم — دکھا عنایت سے جمال اپنا تو ہمکو ماہ رُخ

پہنچا ہے در پر تیرے گر پڑ کے فضل علے
در پر آنے کی شرم اُسکے ہے تم کو ماہ رُخ

ردیف دال

اے بت کافر صنم تو تو ہے ازبسکہ شوخ
چہرہ تیرا چشم میں پھرتا ہے ازبسکہ شوخ

ابروسے کھینچے کماں مژگاں سے ڈالے ہی تیر
ناز کرشمہ ادا مارے ہے ازبسکہ شوخ

آفریں کیئے میاں مجھ دل مجروح کو
کس طرح ثابت کھڑا ڈالے ہے ازبسکہ شوخ

ہمپر جو صدمہ ہوئے صبر سے اسکو سہے
ہجر کا دکھ سخت تر ہی سب سے ازبسکہ شوخ

یہ تیر افضل علی جا رہا ہے تجھ گل کے پاس
پھول کا کانٹا جدا ہوتا ہے ازبسکہ شوخ

کون دے سکتا ہے میرے خون کے اشکوں کی داد
یار ہی دیگا تو دیگا ہم ایسے بیدادوں کی داد

تو ہے میرا بادشاہ تجھ تلک ہے میری دوڑ
تو ہی دیوے یا نہ دیوے ایسے حیرانوں کی داد

مجھکو کچھ آتا نہیں ہے ایک رونیسے کام
آپ سا عادل جو ہو آکے دیوے اسکی داد

سخت مشکل میں پھنسا ہوا اڑ گئی ہے سب عقل کی
آپ ہی آکر کے دیگا ہمسے مستانوں کی داد

صبر کر افضل علے ہرگز تو اب دم نمار
داور داور دیگا ہمسے بیدادوں کی داد

دل میرا مائل ہے تجھپر بے عدد
کون جانے خیر تیری احد الصمد

جب تجھے دیکھوں تو ہووے دل میں چین
دے مجھے دیدار اپنا اللہ احد

لم یلد ہے اور ولم یولد تو ہے
اور تیری ذات ہے کفواً احد

عشق نے تیرے کیا بیخود مجھے
دے مجھے دیدار جا میرا یہہ درد

مین تو نازاں ہوں سن لاتقنطوا
کس لئے میرے گنہہ ہیں بے عدد

بن تیرے دیکھے بچا ممکن نہیں
غم بچا ویگا میرا یہہ تا لحد

اتبو ہو افضل علے سب سے بجا ب
سب سے بیگانہ ہو بیٹھا تو فرد

ہے عرش سے بالا وہ کف پائے محمد
برتر ہے ملائک سے بس جائے محمد

یہ مرتبہ نبیونکو نہ ولیوں کو ہے حاصل
جبرئیل سا ہو جس کا جبہ سائے محمد

ممکن نہیں ہے آپ سا کوئی ہووے
ہے صدف نبوت میں دریکتائے محمد

جان ہو اور مال ہو اور دل ہو تصدق
گر یک دفع چہرہ کو دکھلائے محمد

ماں باپ مرے یار وہاں کام نہ آوین
اُس سخت مکان میں ہمین بخشادی محمد

زیبائش میں اسکے گل و خورشید نہ پہنچے
ہیں دونون جہان میں تو زیبائے محمد

ہر شے کو کیا اُسے طور سے ظاہر
وہ نور خدا حق ہے سراپائے محمد

تو فضل علے اب صلوۃ پڑھا کر
قربان ہے خود کا کبھی آجائے محمد

سید السادات حقیقت اخیار الدین شہید
ہادی دین محمد عاشق رب المجید

سر کو دے تم نے لیا اللہ سے رتبہ بلند
سیر حاصل وہاں تلک ہی فرش سے عرش مجید

اُنکی برکت سے ہے سارے محلہ پر امن
یہاں تلک ہو بے بصر جو بدی کرے وہ جو پلید

کیون نہ تیرے فیض سے طالب تیرا پر فیض ہو
شاہ ولایت کے ہو تم ہمشیر کے پسر سعید

ایک نظر اسپر بھی کر صدقہ کمال الدین کا
چاہتا ہے فضل علے نعمت تیری ہو ہل من مزید

دنیا میں غافل نہو جیوں تو عبد
جان و دل قربان کر اپنی احد

دوئی کو دل سے دے اپنی اُٹھا
ایک دل میں جان اللہ الصمد

دل سے اپنے غیر حق کو دے ہٹا
مت کر تو دشمنی بغض و حسد

ہے وہی گمراہ بہتر فرقوں میں
ہے جو وہ شیطان لعین خوار بد

چھوڑ سب حرص و ہوا کو جلدی سے یار
مار نفس اپنا ہے کافر اشد

اے کریم کارساز بے نیاز
بخشدے میرے گناہیں بیعدد

فضل علے ہے تیرا پر خطا
اپنے اس عاصی کی کر جلدی مدد

نکر مجھکو قید میں صیاد
اپنے اُس خدا سے ہے فریاد

پانچ دن کی بہار پھولوں کی
کرلے بلبل بھی اپنے دلکو شاد

ایک دن باغ کو خزاں آوے
پھر کہاں سرو اور کہاں شمشاد

چھوڑکر مکتب کو پہونچا میخانہ
نز ہا فسکر مجھکو دوزخ کا
جب سے خلعت تم سے دورنگی پہنا
سارے جھگڑے چھڑا دئیے میرے
توڑے ہرس و ہوا کی زنجیرین
میں تو اسکا غلام ہون دل سے

روپڑا میرے حال پر اوستاد
نہ رہی دل میں جنبتون کی یاد
تب سے صحرا کو کرلیا آباد
واہ عشق کیا ہے تیری داد
اتبو وہ لئے پھرے ہے مثل باد
کیا کیا دکھائے ہیں اسنے ایجاد

یہ بشارت دے یار کو میرے
نیست ہو فضل علی اور ہو دل سے شاد

نہیں ہوا کوئی دنیا مین آپ کے مانند
تمام محفل خوبان نہین یوں تیرے آگے
گا ہے گاہے تو اپنا جمال دکھلا
شبانہ روز میرا تیرے ذکر میں جاوے
میں جان بلب ہو مجھے شربت وصال دے کو
دکھا کہ جلوہ تابان کو مجھے کیا بیخود +

میری ہوس ہے کہ دیکھوں آپکے مانند
گویا ستارون میں تو ماہتاب کے مانند
پھرا مست مجھکو خراب کے مانند
دل تو ہوگیا کباب کے مانند
رہے ہے زندگی اپنی حباب کے مانند
اور عرق چہرہ سے تیرے شراب کے مانند

تمہاری دوری سے جلکر ہوا ہیں راکھ
اور ہوا ہے فضل علے کباب کے مانند

دولت حسن ہے خدا کی داد
رکھ مجھے اپنے باغ خوبی میں
ہے میری زلف دام میں لپٹا
دانہ خال عنبرین کو دیکھ
اب بنیاد ہاتھ میں ہے ترے
اپنے کامون میں تو پہنسے بلبل

یہ غلام ہے نہ کیجئے آزاد
آپ سے ہے یہی مری فریاد
اسکو ہرگز نچھوڑنا صیاد
بے بہا مرغ اور دل ناشاد
ہے تیرا بنایا خلد کا شمشاد
کہ ہمیشہ تانہ اپنے تو بنیاد

ایک وصلت کا اپنے پیالہ غمے

ہوے فضل علی کا بھی دل شاد

اے شاہ خوبان مجھکو کردے آزاد
اتنی عرض ہماری ہے اور دل کی فریاد

جس دن کہ تم نے ٹیڑھی نظر دکھائی
اُس دن یہ جان جاویگی مفت برباد

لاتقنطو کا اب سے ہوا ہوں ناظم
گو بُرا ہون یا بھلا مگر کردے دلکو شاد

چاروں طرف ہمارے پھندے لگا رکھے ہیں
کیونکر بچے گا یہ دل ہے دشمن اسکا صیاد

بے آپکی عنایت کے ہو کس طرح رہائی
فضل علے تمہارے کی کچھ نہیں ہے بنیاد

سب خوبرو میں مرتبہ تیرا ہوا بلند
تو ہے بلند اس میں بھی پایا تیرا بلند

تو ہے وہ بلند جس کی کہ حد نہیں
تیرے سبب جہانمیں شاہ و گدا بلند

عرش مجید آپ کے صدقے بلند ہے
لوح و قلم بلند اور عرض و سما بلند

اے شاہ کائنات ہیں طالب ہوے آپکا
چہرہ دکھا بلند سخن سنا بلند

میں منتظر ہوں تیرے کرم کے نگاہ کا
فضل سے اپنے فضل علے کو کر سر بلند

بادشاہ دوسرا قمر شہید
واے شاہ و گدا قمر شہید

خلق کا رہنما ہے تیرے ازدہام
ہمکو تیرا اسرار قمر شہید

ماہ رُخ مرے ہیں ہا ہون مثل چکور
وصل دے اپنا صدا قمر شہید

کیون منع کرتے ہواے کور بصر
ہے ہمارا مدعا قمر شہید

فضل علے کی آرزو ہر دم یہی ہے
جلوہ اپنا تو دکھا قمر شہید

ردیف ذ

آرزو مجھکو ہے دیکھوں وہ رُخ تاباں لذیذ
دو نا گنیں دونوں طرف مشکیں ہیں پایان لذیذ

اس لب شیرین سے پایا خضر نے آبحیات
پھول برسے ہے دہن سے بے پایان لذیذ

آرزو مجھکو ہے دائم میں ساتھ تیرے رہوں
دلکو میرے بھاوتا ہے یار تو مہمان لذیذ

مت کسی کو عشق دے پرہیز کر اُس سے تو
ہے دوا بر تلخ ظاہر لیک ہے پنہان لذیذ

تیرے فضل علی کو رضا درکار ہے +
خواہ رلاؤ یا ہنساؤ سب جانا ہی لذید

ستم تو بہت دکھائے ذرا تو صنم بس کر
اگر آوے تو بے تکلف رات دن مجھ پاس
میں ایکدم نہ دیکھوں تجھکو وحشت دلمیں اٹھتی ہے
خدا کیواسطے کوئی کہے اُس یار سے جا کر

ظلم ہے منہ چھپانیکا تیرے سر کی قسم بس کر
گا ہے گا ہے تو آ دلبر یا بس کر ستم بس کر
اوٹھا دی ہجر کا پردہ پھر اب زیادہ کرم بس کر
خبر لے اُس دیوانہ کی بھلا اتنا ظلم بس کر

ہیں ہمارے فضل علی کو خبر تیری آنکھونکی
مجھے تو دیکھنے آنکھونکو دے ای جام جم بس کر

تو اپنا برقعہ اوٹھا کر ذرا تو دیکھ ایدھر
اگر کتنا ہی بوجھ میرے سر پر ڈالے تو
مجھے قسم ہے کہ ہرگز نہ ٹلوں ٹالے سے
بہار حسن کو تیرے جسنے کیا حاصل

دیوانہ تڑپے ہے تیرا تو اپنے پھیر نظر
قسم خدا کی میں تجسے نہ پھیروں اپنا سر
بہت ہوئی ذرا اب تو لے ہماری خبر
پھر اسکے دلمیں رہے کیا ہی دو جہانکی قدر

جمال اپنے سے فضل علے کو روشن کر
تو شک دل سے نکالدے اور کرم تو کر

اس مرے دیوانہ کے دل میں کیا ہی ڈالا زور
آہ کی آتش سے ڈر کر چھپ گئے جنگل کے شیر
اور گریہ نے مرے دہوم اُٹھائی جابجا
چھوڑ دیا بلبلوں نے دیکھ کر میرا زخم

آنسوؤں کے بہنے سے آنکھ بنگئی ہی دریا شور
وہاں تلک پہونچے ہی کوک تے جنگل کے مور
جا کے دیکھو داغ کو اہون کی ہٹور ہٹور
داغ لالہ کے پڑا ہے دیکھ لے سینہ کو اوڑ

تیری بے پرواہی سے فضل علی ہے مانگتا پناہ
کسطرح سے دل کو چھینا آہ میرا بن کے چور

مجھپر شفقت کیا تو کر
تیرے ہجرت کے زخم جو کہ ہیں
ملتجی ہوں آپ سے جب دم

اور دیدار ٹک دیا تو کر
اپنی وصلت سے آسے سیا تو کر
بات کو مان لیا بھی کر

کب سے میں آپ کو پکاروں ہون — اِس طرف کان کو دھرا تو کر
مجھہ لیسے بیداد کو دیجئے داد — جائے انصاف ہے سنا تو کر
تجکو یہ چاہے ہے ای عاشق — جان اپنے کو تو فدا تو کر
میں ترے در پر ہو گیا قربان — اپنے در کا مجھے گدا تو کر
پھر نہ آوے گا دار فانی میں — یار سے اپنے تو وفا تو کر
خواب سی زندگی ہے دنیا میں — تو برا چھوڑ دے بھلا تو کر
جس سے کانپتے ہیں سب گلرو — تو دلا اُسسے ڈرا تو کر
ایک نظر مین کرے قیامت کو — اُسکی تسبیح پڑھا تو کر
دل لگا اپنا شاہ خوبان سے — جام وحدت کا تو پیا تو کر
راہ ہے مستقیم عاشق کا — راہ بے دیکھے تو چلا تو کر
جو کہ ہیں اُسکے عارف و صادق — اُنکے طواف میں تو پھرا تو کر
کوئی عاشق جو اُس کا پاوے تو — پائے بوس اُن کا تو ہوا تو کر
خاکساری کو جان کر بہتر — خاکساروں سے تو ملا تو کر
رات ساری ہے خلوت جاناں — نیم شب یاد میں اوٹھا تو کر
جسنے ڈہونڈھا ہے اُسنے پایا ہے — تو اسے ڈہونڈھتا پھرا تو کر
آخرش پاوے مقصد عالی — کھوج لینے کے لئے پھرا تو کر
ذکر کر جہر اور ذکر خفی + + — ان کو قلب میں سنا تو کر
شغل قلبی ہو جب تیرا جاری — اُس سے تو مدعا اپنا لیا تو کر
بندہ جب مقام کرے طے — جام وصلت کا پھر چکھا تو کر
پھر فنا فی اللہ تجھکو حاصل ہو — اپنے تئیں پہلے تو فنا تو کر
راہ یہ سخت اور مشکل ہے — جان کا فکر سست ذرا تو کر
جان و تن دلربا پہ کر قربان — جان سے اپنا دلربا تو کر
زندگی اپنی تو سمجھہ اُسس کو — زندگی یار سے جدا تو کر

زندگی ہے فنا فنا کر کر — زندگی کے تئیں بقا تو کر
دے مٹا یار اپنی ہستی کو — خود کو مالک تو دوسرا تو کر
اور ہیں پانچ چور جو اندر کے — اُن کو اندر سے تو جدا تو کر
حُبِ دنیا و شہوت و غصہ — حرص اور مال کو لٹ تو کر
نفس و شیطان دونوں ہیں قزاق — لوٹ سے اُن کی تو بچا تو کر
مار کر دشمنوں کو باہر کر — گھر میں پھر چاؤ سے بسا تو کر

خون دل اپنا کھا کے فضل علے
شوق میں اُسکے کچھ لکھا تو کر

اپنے چہرہ کو تو دکھایا کر — ہم سے اے جان مت چھپایا کر
ہم ترے دام زلف میں ہیں گے پھنسے — زلف کے ہاتھ مت لگایا کر
میں ترے لعل لب پر ہوں قربان — لب سے تو لب شکر کھلایا کر
چشم سرشار سے ہوا مدہوش — ہمکو بھی وہ قدح پلایا کر

صدقہ تو حسن کا دے فضل علی
گوہر سخن کو لٹایا کر

وہ ماہرو اگر کے خود مجلس میں ڈالے ایک نظر — جاتا رہے ہر ایک کا دل اور پڑے اسکی خبر
زاہد اگر کوئی دیکھے حسن زیبا کو یہاں — تسبیح پڑھنا بھول جائے داڑہیں پر پٹکسکر
میں تو تیری راہ میں آیا ای بت کافر یہاں — قشقشہ جبین پر کھینچا زنار کو ڈالی ببر
میرا سجدہ ہے اُسی کو جو ہے میرا صنم — پند نصیحت سب ہوا مگر واعظ نے لی اپنی سر

جس دن سے یہ بیمار ہے اُس یار کے دیدار کا
فضل کر فضل علی پر اور دکھا سراپا حسن زر

ساقیا جام پلا اپنی شفقت سے اور — حق کے لئے ہی دیکھ میرے حال کا طور
ترے اُس جام کے قدرت سے مرد جیویں — ایسا در چھوڑ کے اب کہاں جاؤں ڈھونڈ کے ٹھور
جسپر ایک نظر ڈالی اُسی کو تو اکسیر کیا — میں نشانہ ہوں ترا تیر نگہ ایک تو چھوڑ

شکر اسد کا ہے ہر دم میں کہاؤں تیرا
جو سلیمان کا ہوا اُس کو نہ ہو گردش دور

ہم تو لا خوف ہوئے جب سے پایا تجھکو
دستگیر تجہہ سا ملا فضل ہوا فضل علی یاور

جانتے ہیں تمہیں سب شاہ و گدا سید محمد لکڑ مور
کیا فیض کے ہو دریائے عطا تم سید محمد لکڑ مور

ایک نیم کا پیڑ تھا رستے میں کاٹنے کا اُسکے قصد کیا
اُسکے کٹتے ہی موڑ لیا تم سید محمد لکڑ مور

بن حاکم نفس لعین ہر دم میری جڑ کاٹی ہیں
کر ایک نظر ہو میرا بھلا تم سید محمد لکڑ مور

کشتی بھی منجدھار میں جاتے بن تیرے ہو کیسے پار
اب اپنی توجہ کرو ہم پر تم سید محمد لکڑ مور

کر اپنے کرم کی ایک نظر اس فضل علی پر کھا سب
اب آن لیا ہے تیرا سایہ تم سید محمد لکڑ مور

کیا ہوا قاصد گیا ابتک نہیں آیا ہنوز
یار کے یہاں ڈیرا کیا ابتک نہیں آیا ہنوز

روتے روتے درد میں اُسکے کٹے ہیں روز و شب
اس طرح کا درد و غم دل مین چھا یا ہی ہنوز

مارتا ہوں جب میں نعرہ کوہ پھٹ جاتے ہیں آہ
آہ نے سنگین دلکو کچھہ نہ دکھلایا ہنوز

کیا کہوں میں حالت جو کہ گذرے مجھپر آہ
دل میرا کس کس طرح سے عشق نے کھایا ہنوز

دست بستہ میں کھڑا ہون یار کے فرمان کا
ابتلک ہمکو نہیں کچھہ کام فرمایا ہنوز

ہو گیا قربان دل ہر تار زلف یار پر +
ایک پر ڈالا نہیں ہے زلف کا سایہ ہنوز

کس طرح دلکو تسلی دیجیے اے فضل علی
آپ کا پھر کر قدم ہرگز نہیں آیا ہنوز

جب آیا ماہرو کر کے قدم تیز
ڈرا دل اسے جو دیکھا صنم تیز

کہا مجھکو نکر ہرگز نظر تو
دکھا کر خنجر ابرو کا خم تیز

تو مت چہریکو دیکھے گر پڑیگا
تیرے گرنے کی کھاتا ہوں قسم تیز

ذہے طالع عشق میں تیز ہوا خاک
دیا ہے ہجر نے از بسکہ غم تیز

کہاں جاتا ہے کہہ فضل علی تو
غزل پوری ہوئی مت کر قلم تیز

قاصد ابتک خبر نہ لایا ہنوز — کیا وہ محبوب اسکو بنایا ہنوز

کب سے میں انتظار ہوں تیرا — کیا ہوا اب تلک نہ آیا ہنوز

میرے رونے سے روتا ہے مجنوں — اب بھی مجنوں نہیں کہایا ہنوز

نہ رہا دل میں یار کے سوائے اور — اس قدر کا وہ سمایا ہنوز

مجھکو دکھلا کے چہرہ مہ تابان — دونوں زلفونکا سایہ جسمین سمایا ہنوز

وہ لب لعل گوہر خندان — ایک عالم کے من میں بھایا ہنوز

اپنے فضل علے سے رخ نہ چھپا
ہجر غم نے بہت ستایا ہنوز

ملنے اسکے سے کب رہا جان باز — گرچہ ہوئے جہان محرم راز

مینے دل میں بہت رکھا مخفی — عشق اور مشک ہے بڑا غماز

کیا ہیں نازک مزاجیان تیری — مدتوں تک اوٹھایا ہمنے ناز

جہاں دیکھا تو وہاں تو ہی دیکھا — یار اغیار میں تو ہے دمساز

جب سے میرے تو آبسا دل میں
تب سے فضل علے ہوا پرواز

دل و جان میرا انتظار ہنوز — غمزہ و صلت کا دلمیں پیار ہنوز

نہ رہا صبر و آشنائی کے — اور بیمار کا قرار ہنوز

دل میں بلبل کی ہوس اور لب ہو بجا — دیکھکر تیرا گلعذار ہنوز

اس تصور میں رات جاتی ہے — ہے ہنوز آپ کا بیمار ہنوز

مینے دل سے کہا تسلی کر — نہ کیا اس نے میرا کہا ہنوز

آرزو ہے مجھے قیامت تک — نہ ہوا تیرے گل کا خار ہنوز

خوش نصیبی ہو اسکی اے جانان — جسکے ہو تو گلے کا ہار ہنوز

مینے اسے بہانہ بہت ہیں گئے — نہ ہوا اپنا وہاں گذار ہنوز

جان کو اپنے آج فضل علے

دلربا پر تو کر نثار ہنوز

کوچۂ یار دل کو بھایا ہنوز
فکر لیل و نہار ہیہ مجھکو
تجکو ملنے سے تھا مرے پرہیز
تیری آنکھوں کے تیر میں کھاکر

پھر بھی اُسنے جلوہ نہ دکھایا ہنوز
رخ زیبا کو کیون چھپایا ہنوز
پھر تو مجھکو یہاں کیوں بٹھایا ہنوز
ہوش کو اپنے میں گوایا ہنوز

دے تو دیدار اپنا فضل علے
ہجر غم نے بہت جلایا ہنوز

آگے لبون کے آپ کے کیا ہے بہار سبز
سرخی لبون پر لالہ کے سینہ میں داغ ہیں
پرواہ کسے ہے ابر نو بہار کی
پانی بچھڑ کے کوئی اُس مہر تابان پر میاں
گر وہ چمن کی سیر کرے آکے دلربا
دستِ حنائی اُسکے میں قبضہ لگا ہی خوب

ایسا نہ دیکھا مین نے کوئی گلعذار سبز
وہ کب ہے ایسا دیکھہ تو خوشبودار سبز
ہے پرتوے سے یار کے اپنا غبار سبز
انسو ہمارے کافی ہیں اُس کے مزار سبز
اُس قد سے باغ سبز ہوا اور سرو زار سبز
تیر اور کمان اُسکے ہیں سب نگدار سبز

بیٹھا ہے تخت ناز پر فضل علے تو دیکھہ
جوڑا ہے اسکے تن میں عجب طرحدار سبز

ہی وہ محبوب سبزہ آغاز
مجھکو ہے گا خیال اُس کا مدام
میں نہ طالب دنے نہ طالب دین
میں نہ جاؤں حرم نہ دہر کے بیچ
تو ہے معشوق عاشق دانا +
مین دیوانہ ہوا نہیں حیرت سے

شوق میں اُسکے دل ہوا ہی گداز
جس کا دونون جہاں اوڑھا و ناز
وصل کا تیرے ہوں بجاتا ساز
جاؤں اُس جا تو لیجا محرم راز
مثل تیرے نہیں ہے عمر دراز
تیرا آنا نہیں ہے راز و نیاز

ہے یہ شوریدہ حال فضل علے
فضل اپنے سے کر اُسے ممتاز

مشتاق ہوں میں تیرا تو یار بڑا دمساز
دل و دیں عقل مری تو نے کیا ہی غارت

دیوانہ کیا تو نے پھر بھید نہ بتایا
دل ہجر سے ہی پیارے لوٹن کبوتر ایسا

جان آئی میرے لب پر جان بخش مسیح اعجاز
مجنون کیا مجھکو کیا خوب ہے دمباز

ایسا نہووے پیارے نہ بہکاوے کوئی غماز
آ آتو پیارے میرے آ آتو اب باز

شاہون سے عجب کیا ہے فضل علی پر ہو فضل
میں جانتا ہوں جاتی ہے عشق میرا آغاز

تیرے وصلت کی یاد مارے ہنوز
میں نے عرض و سما میں ڈہونڈھا تجھے

ہے ترے دیکھنے کی مجھکو طلب
میں تو سب ڈہونڈھ کر تنگ آیا

تیرے قربان ہون بتادے کہیں
جسنے ڈھونڈھا اُسنے پایا ہے

ہجر غم میں بہت پکارے ہنوز
پھر بھی پایا نہیں پیارے ہنوز

ہو گیا حیران تمد رسی تہ دکھائی ہنوز
لیک آیا نڈ ہونڈھ مارے ہنوز

اپنے ہی عارفون میں ساری ہنوز
بیٹھہ پانی میں یا کنارے ہنوز

یہ دعا ہے ہمیشہ فضل علے
آؤ کرم کرکے ہمارے ہنوز

مجہہ پاس کوئی نہیں ہے محرم راز
ایک کو ایک نے کیا ہے رہا

کوئی لیلےٰ ہوا کوئی مجنون
کہیں زاہد ہوا وظیفہ خوان

ایک دل تھا سو کر چکا ہوں نیاز
تو ہی گاوے بجاوے ہر اک ساز

ہے یہ تیرا ہی سب کرشمہ و ناز
کہین روزہ ہوا کہیں وہ نماز

کیا کہنا پاوے تیرا اے فضل علے
تو بڑا رمز ہیں رموزوں باز

تو نہو ہرگز اپنے دل میں اوداس
کرتا ہے وہ زمین کو مردہ

کس طرح پہونچوں دریا پارہ
حق تعالے کرے گا پوری آس

زندہ کر پھر اوگاتا ہے کاس
ٹک تو کر اپنے دل کے بیچ قیاس

ہر سبھونکو تلاش اُس گل کا
تب تلک تجھکو ہی امید وصال
جو بھروسہ رکھے ہی اُس شہ کا

پہر وہ جا کر کے پاتا ہے پاس
جب تلک تجھ میں ایک باقی ہے سانس
وہ نہ ہرگز جہان میں ہوگا نراس

مت تو امید چھوڑ فضل علے
تیرا مطلوب آوے تیرے پاس

کام ہے یار کا نزے کا بس
تو جو جاتا ہے قاصدا یہ کہہ
مجھکو تو یاد تیری ہی دن رات
میں تو ہوں شمع رو کا پروانہ

مجھکو تو ہے وصال تیرا بس
سر رکھوں تیرے آگے اپنا بس
میری بھی یاد دلمین رکھنا بس
یہی ہے قول عاشقوں کا بس

گر تو ثابت قدم ہے فضل علے
تو کرے گا جمال اُس کا بس

دل میرا عشق کے صدموں سے گرفتار ہی
نبض کو دیکھہ سبھوں نے کہا رو رو کر
خوب یارا کر ہوں گر تصدق تجھہ پر
باغبان باغکی درستی کو اُٹھا ہے ظالم
دیکھہ مرتے کو مرے یار جھک کر بولا +

حال بیحال کیا اسنے اغیار ہے بس
نہ بچے گا کسی عاشق کا بیمار ہی بس
دلمین تو جان سے ایسا ہی جگر دار ہی بس
بعد مدت کے ملا سایہ گلذار ہی بس
تیری ہی ٹڑا کچھہ ہے بڑا آزار کہ بس

شکر کر لاکھہ تیرے یار نے مرتے پوچھا
جان دے فضل علی مت کری انکار کہ بس

رات دن دیوانگی کرتی ہی خوبان کی تلاش
کر کے زخمی ایک نکتہ سے دل لیا اور عقل کی [illegible]
دیکھکر زلفوں کا سایہ ہو گیا سایہ مجھے
جبکو سودا کہتے ہیں ہے گر سودا تیرا

جسطرح در پیش تھی لیلی کو مجنوں کی تلاش
جان جاناں نے لیا پھر ہو جانا نکی تلاش
ہے وہ سایا اس طرح کا زلف خوبان کی تلاش
دیکھہ لے تک منصفی سے کہا ہی دہقان تلاش

دل میں آتا ہی وہ کہتا ہے یہ فضل علے

ردیف شین

ہر نہیں اُسکے تئیں کچھہ صفر موزونکی تلاش

ہے بھلا سب سے خاموشش
وہ ہے بہتر جو ہو رہے خاموش

بولنے میں بڑی خرابی ہے
وہ سلامت رہے جو ہو خاموش

گناہ ہے سب گناہ کے یہ زبان
بھید ظاہر ہوا ہوئے خاموش

جو ضرورت ہو بولنا پیارے
بے ضرورت نہ بولیئے خاموش

جو امر ہے خدا کا کر پورا
جو نہیں ہے تو کر اُسے خاموش

جس سے وعدہ کرے تو پورا کر
اور نہ پورا کرے سب بھلے خاموش

پند فضل علے سن تو جان سے
پیارے بول غیر سے ہو خاموش

تھی جو دل میں خرد کی جوشش و خروش
دیکھتے ہی تیرے ہوئے خاموشش

جب تلک مجھکو تو نہ تھا معلوم
تھی بجا عقل اور بجا تھے ہوشش

تو نے جب سے کیا ہے دل مین مقام
از ہمہ رفتہ ہون وخود بیہوشش

ہون میں عاشق تیرا میرے محبوب
ایک پیالہ پلا دے کر تو ہوشش

بس یہی آرزو ہے فضل علے
دایماً مجھکو رکھو ہم آغوشش

ایک پیالہ دے تو ساقی اُٹھہ رہا ہے دلمین جوش
جب تلک ہی کام تب تلک باقی ہیں ہوش

اب تو دریا عشق میں ایک موج کو اُسنے اُٹھا
عقل کی کشتی دبا کر کر رہا اپنا جوشش

واسطے اپنے خدا کے میری مدد کر ساقیا
کب سے بکتا ہون اور تم نہیں کرتے ہو ہوش

چھوڑ کر در کو تیرے کہاں جاؤں اے میری جان
اپنا چھوڑا دے شیشہ بعد تیرے کر لوں ہوش

جبتلک دنیا میں رہے زندہ یہ فضل علے
خوش نصیبی سے رہے یہ بادہ کش اور میفروش

اُس گلبدن کو دیکھہ کے دیکھہ بلبل نثار محض
لے جا قدم وہ باغ میں ہووے بہار محض

کھل غنچہ لب کو دیکھنے سے ہوا اُسکے دلمین رشک
ہوتے ہیں پھول شرم سے سب خار دار محض

روشن جبین سے چاند کے بیداغی غلام ہی
ہے آفتاب در کا تیرے چوبدار محض
کیا وصف ہو سکے ہے تیرا اس زبان سے
عاجز ہے یہ زبان میرے بیقرار محض
صد آفرین ہے تیرے مصور کو ای میان
جسنے کیا ہے تجھکو بڑا خوش نگار محض
اول سے لیکے کوئی بھی آخر تلک نہیں
جیسا کیا خدا نے تجھے تاجدار محض

تیری اداؤں سے لیا فضل علی نے جو ہے
سو جان سے فدا ہے ای گلعذار محض

شمع رو کے آنے سے آتا ہے پروانہ کو رقص
ہے لیلی دلربا کے دل سے کب جاتا ہے رقص
مطرب بولو ذرا یہ دل مرا بیچین ہے +
خوش ترانہ کی ادا سے دلکو خوش آتا ہے رقص
میں تو ہون بیمار مجھکو ساقیا دے اپنا جام
دے شتابی دے شتابی دلکو اب بھاتا ہے رقص
ہے تیرے اس جام قدرت سی مردے کو ہوں حیات
مردہ دلکو زندہ کرکے خوب کدواتا ہے رقص

درد کے دلمین میرے یہ عرض ہے ای فضل علے
ایک نظر اپنی کرے تو کیا ہی تھرکاتا ہے رقص

مجھکو مطلب تیرا سدا مخصوص
اور مقصد ذات پاک کا مخصوص
جب سے میںنے سنا ہے آپ کا نام
نہ غرض ہے تیرے سوا مخصوص
یہ غرض ہے اسی دیوانہ کی +
جلوہ اپنا ذرا دکھا مخصوص
ایک پیالہ بھر ہُئے وحدت کا
اپنے ہاتھون سے تو پلا مخصوص
جس نظر سے دوئی کا نقش مٹے
اس نظر سے مجھے پلا مخصوص
ایک مطلوب سیکڑوں طالب
جس میں کیا کیا کرم تیرا مخصوص
کسکو طاقت ہے ہر کوئی ملاح
کہہ سکے وصف کب ذرا مخصوص
کیا کہوں تجھہ کو ہے کون و مکان
تو ہے میرے درد کی دوا مخصوص

ہے تیرا انتظار فضل ہی ئے
ہو میسر تیری لقا مخصوص

من میں تیرا جمال ہے خالص
تن میں تیرا کمال ہے خالص

ردیف ص

تیر مژگان کمان ہیں ابرو ۔۔۔ چشم طوفاں ضلال ہوئی خالص
کیا حقیقت ہے خوبرویون کی ۔۔۔ اس جہان سے ہلال ہے خالص
زلف ناگن چھوٹے پھری ہیں دوتا ۔۔۔ ہر طرف مار مثل ہے خالص
از لبِ لعل خوش سخن شیرین ۔۔۔ میں مگس ہوں وہ عسل ہی خالص
دیکھتے ہی میں ہوا فنا فی اللہ ۔۔۔ کیا ہی جاہ و جلال ہے خالص
لیک دامن سے تیرے وصل ہوا ۔۔۔ کشتۂ ناز ہون تیرا خالص

خود کو کھووے تو پاوے فضل علی
یوں تو پانا محال ہے خالص +

سب سے زیادہ ہی یار کا اخلاص ۔۔۔ اُس برابر نہ اور کا اخلاص
اُس کا ہے پیارا سارا جہان ۔۔۔ چھارہا اُس کے پیار کا اخلاص
کیوں نہو مثل بلبل از دل و جاں ۔۔۔ دیکھکر گلعذار کا اخلاص
دل کو میرے لیا فریفتہ کر ۔۔۔ کیا ہے اُس نو بہار کا اخلاص
جب سے دل آگیا ہی تیری طرف ۔۔۔ نرہا دل میں غیر کا اخلاص
دلِ آئینہ صاف کر میرا ۔۔۔ ڈال اپنے جمال کا اخلاص

کوئی اپنی ادا پہ نازان ہے
فضل کو دے پروردگار کا اخلاص

ای صنم مجبیر کر تو ٹک اخلاص ۔۔۔ میں ہون تیرا غلام خاص الخاص
ممکن نہیں ہے کروں میں وصف صنم ۔۔۔ ہوں میں عقد اللسان کر لے خاص
ایک لحظہ نقاب منہہ سے اوٹھا ۔۔۔ درد ہجراں سے مار کر تو خاص +
اتبو دیدار سے نواز سب مجھے + ۔۔۔ میری تقصیر کا نہ لیجئے قصاص

بخشش تیرا فقیر ہے فضل علے
جیسا اپنے بندوں پر کیا ہی خاص

کیا غرض ہے عام سے اور کیا غرض ہی ہمکو خاص ۔۔۔ ہی میاں تمسے ہی مطلب جو ہمارا تم ہو خاص

ردیف ض

طالب دنیا ہوا دنیا کمائے اُسنے آ
دین دنیا سب جہان ذرہ ہے اُسکی حسن کا
اتبو مجھکو آرزو ہے آپ کے دیدار کی
طالب الدنیا مظہر الانبیا اسطرح ہین گئے صدا
طالب الشیٔ فلہ الشیٔ اس طرح کا قول ہے

طالب عقبیٰ ہوا ہے عقبیٰ کمائی اُسنے خاص
کیا رہا باقی اُسے جسنے کمایا تم کو خاص
تن فدا تجھپر کرون اور چھوڑ دوں سب عام و خاص
طالب المولیٰ فلہ المولیٰ چاہتا ہی تجھکو خاص
طالب المولیٰ فلہ الکل کی مراد ہی مجھکو خاص

اور کچھہ چاہے نہیں ہرگز تیرا فضل علے
جز رضامندی تیری کچھہ نہ چاہے خاص خاص

کون پہنچاویگا تجھہ تک تیری دیوانہ کی غرض
شمع رو تو جلا آ پروانہ کی ہمت کو دیکھہ
یا کوئی قاصد ہے میرا جا کہے اُس سے پیام
اس طرح سے ہو رہا ہے اپنا دل تو بیقرار

حال سے واقف ہی تو جو ہی مستانہ کی غرض
کس طرح سے جان دیتا ہی جل جانیکی غرض
ای صبا تو جا کہدے ملجانے کی غرض
تا ہمیں ملجاوے مطلب جی جانیکی غرض

ہے بہت بیچین تیرے عشق میں فضل علے
کر قبول ای دلربا تو اپنے دکھلانیکی غرض

مجھکو تو سو بار ہے تیری غرض
تجھہ ایسے بے پرواہ کو کیون دل دیدیا
آپکا مستانہ تم سے بولتا +
زین رومی نہ شامی ہون ای صنم

تجھکو نہ میری ایک بار غرض
سخت ہی بیکلی میاں اپنی تو خود غرض
ہی مجھے سخت بیقراری اسکی ای غرض
اور نہ کابل اور قندہار کی غرض

میں تو تیرا ہوں اے فضل علے
ہمکو ہے دلدار و دلداری سے غرض

خلق کہتی بخار کا ہے مرض
کیا کہوں حال اپنا اے دلدار
انتظار میں اُس کے ہوا بیمار
غیر کے آنے سے نہ کچھہ حاصل ہو +

مجھکو تو صرف یار کا ہی مرض
ہے دل بیقرار کا مرض +
سخت ہوتا ہی انتظار کا مرض
ایک تجھہ خوش نگار کا ہی مرض

مرے غم میں طبیب روتے ہیں
عشق کے بس آزار کا ہی یہ مرض

تیرے دیکھے بدون فضل علے
زلف کے تار تار کا ہے مرض

ہمسے دل شاد رہو اتنی ہماری ہی غرض
خواہ ملو یا نملو تم سے گذارش ہے غرض

پھر بھی کہتا ہون ایک بات ذرا سن لیجیے
خیال رہتا ہی شب و روز تمہارا ہی محض

دیکھ حالت کو میری کہنے لگا رو رو طبیب
یہ تو بچنے کا نہیں عشق کا ہے اسکو مرض

دل میرا پاس تیرے کس سے کردوں حال بیان
نہ ٹھکانیسے ہی عقل اور نہ ٹھکانے ہی نبض

خاص مطلب ہی ہمیں مجھے آپ کے ملجانیکا
سبسے زیادہ تھی ملاقات تمہاری ہی فرض

جو عنایت ہو کرم سے سو وہ مہربانی ہی
زیادہ وہ شخص کہے یا کمے تم سے غرض

تو بچا جان میری یہ غرض فضل علے
جان بلب آئی ہے روح ہوا چاہی قبض

لوگ کہیں مریض ہے مجھکو تمہارا ہی مرض
خلق سے مجھکو کام کیا عشق تمہارا ہی فرض

آپکا وعدہ جب ہوا ملنے کا مجھ غریب سے
کہے خدا رقیب کو آنے دیا نہ اسکو محض

آپکی ہے نوازشین اور کرم اور دلبری
ایک ایک کے دلمین جای ہی کہنے نہ آوی ایک غرض

ہای کہے تو کیا کہے کوئی نجانے دل کی بات
ایسا سمایا مجھ میں تو غیر کی نہیں ہی غرض

آمیان آشتاب فضل علی کو جلوہ دے
نہ ٹھکانے دل رکھا اور نہ ٹھکانے ہی نبض

مت کرے تو غیر ہمسے اختلاط
مجھکو تو ہے تجھ صنم سے اختلاط

اسکو غیر میری نہ کچھ درکار ہے
نہ مجھے چھوٹے نہ تم سے اختلاط

رات و دن روتا ہون تیری عشق مین
کر تو میرے چشم نم سے اختلاط

آپکی مرضی سے میں باہر نہیں
ہاتکو ہے تیری قسم سے اختلاط

ہے ہمیشہ آرزو فضل علے
اب تو ہی کر اپنے کرم سے اختلاط

گر کیا چاہے تو اپنے اختلاط ۔ تو نکر یو غیر ہستے تم اختلاط
ہے میرے دونوں جہانکا وصل یار ۔ خود کو دیکر کرے اُس سے اختلاط
ہو گئی مجنونکی طرح لیلےٰ کو چاہ ۔ یا دے پروانہ شمع سے اختلاط
آپ تو ہیں فیض بخش عالمین ۔ ہم گدا ہو کر کے چاہیں اختلاط

جلوہ کر فضل علے پر آشکار
اور گل میں ڈال دیا اُسنے اختلاط

گر تو اپنے جمال سے محظوظ ۔ اور اپنے کمال سے محظوظ
مجھکو تیرا ہے شوق لیل و نہار ۔ کر ذرا اپنے حال سے محظوظ
جی میں آئی ہے باغ میں آکر ۔ ہوں میں تجھ نونہال سے محظوظ
میری وصلت سے اے گل خنداں ۔ دل بلبل مثال سے محظوظ

تیرے فضل علے کی ہے یہ دعا
خوش رہے خوشی خیال سے محظوظ

کر کے مینا مجھے اب جا وُ خدا ہے حافظ ۔ چھوڑ دو بسمل نہ تڑپاؤ خدا ہے حافظ
دل میرا لوٹ لیا چہرۂ تابان کو دکھا ۔ دے دیا میرے تئیں داؤ خدا ہی حافظ
کھینچ کر ابرو کمان تیر مژگان کی سنان ۔ کیا لگا دل میں میرے گھاؤ خدا ہے حافظ
شاید آجانے سے ہو آسکے زخمی کو شفا ۔ آتے ہو تشریف ذرا لاؤ خدا ہے حافظ

وقت رخصت کے کہا فضل علی زر و رو کر
التجا سے کوئی سمجھاؤ خدا ہے حافظ

اس تیرے حسن طرحدار کا اللہ حافظ ۔ اور اس چہرہ گلنذار کا اللہ حافظ +
گر گذر غنچہ دہن کا ہو میرے باغ کے بیچ ۔ باغ کے پھول پھلوار کا اللہ حافظ +
زلف اُس چہرۂ تابانکی لٹکتی ناگن ۔ دیکھکر مجھ دل بیمار کا اللہ حافظ
رخ دکھانا تھا کہ ہمکو کیا قتل اُسنے ۔ تیرے دیدار کے غم خوار کا اللہ حافظ

تجھ لیسے دلدار نے کیا غم خواری

اس ترے فضل علے یار کا اللہ حافظ

تجھے سمجھانے سے کیا حاصل ہے میرے واعظ ‏ ذرا تو دیکھ لے دلکو ادھر آ میرے واعظ

میرا دل لیگیا دلبر پھروں ہوں مست دیوانہ ‏ تو میرے حال کو کیا جانے نتو نے پر کہا کبھی واعظ

شراب شوق پی پی کر پڑا بد مست بولوں ہوں ‏ نصیحت کسطرح تیری اثر ہم پر کرے واعظ

تن بیجان ہے میرا وہ جانکو لے گیا جاناں ‏ سنا دے تو بھلا مردیکو مردہ کب سنے واعظ

وہ اپنی جان سے بیخود پڑا ہے فضل علی بیتاب
بھلا سمجھاؤ تو اسکو کہیں سمجھے ہے اے واعظ

تیرے دیکھنے سے چھپ جائے ماہتاب شعاع ‏ وہ ماہتاب تو کیا بلکہ آفتاب شعاع

ہے آفتاب کو کیا تاب تیرے چہرہ سے ‏ جو اسکو دیکھے تو چہرہ سے جائے شتاب شعاع

مجال کیا ہے جو دیکھوں میں نور پیشانی ‏ نہ دیکھ سکتے ہیں آنکھیں نہ منہ کو تاب شعاع

جو دیکھ عارض رنگین کو یوں کہے بلبل ‏ یہ پھول وہ ہے کہ جسکا ہے یہاں گلاب شعاع

جو آج فضل علی پر پڑا تیرا سایہ *
کہ شعلہ عشق سے دل ہو گیا کباب شعاع

دیکھ تیرے حسن کو کب تاب لا سکتی ہے شمع ‏ شمس کا ہو پرتو اسپر کس کو وہاں بھاتی ہے شمع

عکس رخ اس غنچہ لب سے شمع سوزاں ہو رہی ‏ اے دلا مت جا وہاں جانیسے جل جاتی ہے شمع

جو کوئی پہنچا ہے تیرے حسن کے دربار میں ‏ آپ اعمی شمع ہے پھر کسکو دکھلاتی ہے شمع

دیکھے یہ سرو تیرے قد کو ہو جاوے دوتا ‏ آفتاب ہے رخ تیرا جس سے پگھل جاتی ہے شمع

تیری محفل میں اگر وہ شمع رو آوے کبھی ‏ رشک کھا سر تا قدم ساری جل جاتی ہے شمع

اسکی ادا و ناز کا کس سے ہو سکتا ہے بیان ‏ دیکھتے ہی اس ادا کو آہ مر جاتی ہے شمع

اس طرح کا رعب ہے جب دربار کا فضل علی
کانپتی ہے ڈر سے ماری اور جم جاتی ہے شمع

رشک تجھکو دیکھکر محفل میں سب کھاتی ہے شمع ‏ دیکھکر تیرے حسن کو ساری تو جل جاتی ہے شمع

جب گذر تیرا ہو محفل میں تو کیا ہو اس کا حال ‏ کانپتی ہے دیکھ تجکو بہت دکھ پاتی ہے شمع

گر ترا چہرہ کہلا پاوے کوئی وان ای شمع رو — خاک پروانہ ہو اور زرد ہو جائے ہے شمع
کیا زبان ہے جو کرون حسن کو تیرے بیان — کانپتی کانپتی آخر میں بجھ جاتی ہے شمع

ہو گئی ساکت زبان کر مت بیان ای فضل علی
پیش چڑھ والضحیٰ اکے تاب کب لاتی ہے شمع

ردیف غ

جب تلک ساز زندہ ہون روشن ہے محبت کا چراغ — بعد مرنیکے بھی چمکیگا الفت کا چراغ
مجھکو بے اسکے نہ اپنی زندگی درکار ہے — کونسا دن ہو کہ تابان ہو خلوت کا چراغ
کیا کہوں اپنی حقیقت ہی جو فرقت یار سے — ہو رہا سوز غم سے دل مصیبت کا چراغ
یا الہی دے مجھے دیدار گل رخسار کا — دل سے میرے کے دور ہوے داغ فرقت کا چراغ

خود مین اور تو لے اپنے فضل علے سے اوٹھا
پہر تو تیرا حضرت دل ہو رحمت کا چراغ

پڑ گیا دل بیچ میرے مثل گل لالہ کے داغ — اور جا دیکھو تو صحرا آہوی صحرا کے داغ
جب سے میرے دلکو دلبر کرکے غائب ہو گیا — ہو گئے ہیں درد دل مین چند گہرا کے داغ
ہو گیا ہے آسمان سب سیاہ دود آہ سے — کس طرح سے ہو گیا ہے چاند میں تہلاکی داغ
گر تمہیں پرہیز تھا ملنے سے میرے دلبرا — کس لئے مجھکو دیا ہے اپنی یہان لاکی داغ

اس لئے مجھکو بلایا تھا عدم سے اس جہان
دیدیا فضل علی کو آپ میں بلوا کے داغ

ردیف ف

پی گئے ہیں تم سے پہلے لوٹ میخانہ حریف — واسطے میرے نہ چھوڑا ایک پیمانہ حریف
میں تو ڈہونڈھا سب جگہ دیکھا نہیں اسکا نشان — اب نہ پاوین گے کوئی اور ہی ہمسے حریف
جب تو تھا ئے پاس اب وہ کارخانہ کم ہوا — لیگئے سب لیگئے کر خالی خمخانہ حریف
خوش نصیبی سے اونھوں نے کیا عجب پائی ہے جان — ہو گئی ہے زلف میں محبوب کے شانہ حریف

تھا بڑا تلاش اون کا رات ودن فضل علے
بہت سے درد والم سے ہمنے پہچانا حریف

کر گئے مجھ میں پہلے کام حریف — اور سے کر گئے تمام حریف

یے گئے اپنے تئیں اس جا سے
جب سے یا نسے گئے نہ پوچھی بات
ایک کو بیٹھے ڈھونڈھ کر پایا

اب جو دیکھوں رہا نہ نام حریف
بس تمہیں سب کو ہو سلام حریف
اُن سے سب کا ملا مقام حریف

شاہ سلیمان ہیں اس عصر میں غوث
جن کا فضل علی غلام حریف

کیا ندامت ہے ہم نام رکھایا عاشق
کیا ہی پروانہ کی جرات ہے دیکھو یارو
دو جہان میں وہ مزا نہیں جو عشق میں ہے
عاشقوں کو نہیں کچھ دیر حرم سے مطلب

اپنے محبوب کے کچھ کام نہ آیا عاشق
شمع پر اپنے تئیں خوب جلایا عاشق
دو جہان کا بوجھ اوٹھایا عاشق +
جو کہ مقصود تھا اسکے تئیں پایا عاشق

کیوں نہ ہو فضل علے پیر پر اپنے قربان
مذہب عشق کا کیا خوب بنایا عاشق

یار کے ہوں میں پیار کا عاشق
تیرے نازو ادا نے مارا ہے +
لعل رخسار اور زلف دوتا
تیرے ابرو کی خوشنما ہے کمان

اور حسن نوبہار کا عاشق
میں ہوں تجھ گلعذار کا عاشق
چہرۂ گل انار کا عاشق +
تیر مژگان کے وار کا عاشق

ہے فدا تجھکو دیکھ فضل علے
سرو قد خوش نگار کا عاشق

ایک تیرا ہے بس کھانا عشق
میں سب تجھے ڈھونڈھتا ہوں ہر جا
تو ملا مجھکو میرے دلبر سے
خرد و ہوش کا اوٹھا بچھانا
پانچ ہیں چور جو لوٹتے دن رات
کاٹ دے آکے جوش کا جھنڈا

اور سب سے ہوں میں تنہا نا عشق
ہائے دئے دین تجھکو جانا عشق
مت نکر فکر اور رہنا نا عشق
اندر اپنا وہاں جمانا عشق +
اُن کو تو آکر مٹانا عشق +
کاٹو کون نفس کا جلانا عشق

اس طرح دل سے کاٹ دی ابلیس — پھر نہ اسکی شکل دکھانا عشق

تیرے خاطر دیا ہی سب کو چھوڑ — درد اس دل کا سب دکھانا عشق

عشق دے اپنا مجھکو ایسا عشق — کہ لگی بجنے اب ترانہ عشق

جان و دل اپنا رقص میں آوے — ایک اس شوق کا نوگانا عشق

یہ وجود اب ہو میرا پروانہ — جب لگے اسکے تازیانہ عشق

کہہ کے طے پہونچی منزل مقصود — جلد اسکے تئیں پہچانا عشق

اس عنایت کا میں رہوں ممنون — جانب یار سر جھکانا عشق

مت سنو یار میری رسوائی — میں دیوانوں سے ہوں دیوانہ عشق

کیا کہوں اپنا حال خواری کا + — ہے بڑا اس کا ایک فسانہ عشق

بے عقل ہوں میں اور ہوں نادان — عقل سے مرے وہ ہی دُنا عشق

ہیں ادا پر تیرے ہوا قربان — تو نے مجھکو نہیں پہچانا عشق

اس طرح مجھکو کر دیا حیران — کیا کہے گا تجھے زمانہ عشق +

کوئی کہنے لگا ہوا ہے خبط + — کہئے کوئی خراب خانہ عشق

سیکڑوں دن مجھ پہ مارتے ہیں طعن — معاف کر میرا دل ستانا عشق

جو بوجھ ڈالا ہے سر پر میرے — تجھکو سب کا ہوا اوٹھانا عشق

اب تو جلدی ملا دے میرا یار — ورنہ اس دل کا کیا ٹھکانا عشق

آپ سے ہے برائے حق فریاد — اسکو تو غیر سے بچانا عشق +

ساقیا وہ شراب دے مجھکو — جسے ہو میرا چھوہ چھانا عشق

دور ہو جتنے مرے دل کا حجاب — فوج وہ حسن دل نے چھانا عشق

عظمت و شان سے وہ جب آیار (آکے) — سب مخالف کو نکلوانا عشق

بادشاہ جب وہ رونق افزا ہو — تخت دلبر مرے بٹھانا عشق

تخت دلکا دہ جب ہو سلطان — پھر خودی کو میرے اوڑانا عشق

بعد اسکے رہے نہیں میں میں — جام بھر بھر کے تو پلانا عشق

ہو گیا بہت خوار دل میرا
انہو دلبر سے تو ملانا عشق +

کیا تیرے عشق مین ہے فضل علی
ہوا ہر ایک کا نشانہ عشق + +

ردیف ک

جب سے دیکھی تیری ادا نازک
کمر باریک خوشنما نازک +

روز روشن سے پنجہ تابان
حسن بیرنگ حنا نازک

تیرے ذرہ کو دیکھہ دل ہے گواہ
تجھہ سے شمس و قمر کہلا نازک

چہرہ و الضحیٰ زلف و اللیل
سرو قد چمکتا ہوا نازک

چشم ابرو کمان فضل علے
تیر مژگان ہے آپکا نازک

ردیف گ

شوق اس دلربا کے کیا ہی سر کاٹے ہے آگ
دل ہی دل میں اب مگر دلکو دھڑکاتی ہے آگ

تیری فرقت سے ہوا ہے اسقدر کا اضطراب
میرے دل میں ایک شوریدگی لاتی ہے آگ

اس طرح کی آگ ہے اسکا نہیں ہو کچھہ بیان
آگ پا جاتا ہوں تو سب بجھہ جاتی ہے آگ

آگ ہیں تیری جلون میں ای صنم سر تا قدم
آگ ہے ہر دم لیکاری پھرتی وہ بھاتی ہے آگ

دے دل بیچین کو اپنا جسال نازنین
اس دل فضل علے کو گھبراتی ہے آگ

ردیف لام

ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم یار کا رہتا خیال
شکل ہو کر آنسو نکی چشم سے بہتا خیال

دلربا نے دلکو لے کر پھر نہیں پوچھی خبر
ہو گئے سوراخ صد ہا پر نہین جاتا خیال

جس نظر سے ہمنے دیکھا تھا اے ماہرو
اس ادا سے پھر بھی دیکھون لیکن بستا خیال

نور کا تیرے ظہور اچھا رہا ہے جا بجا
حسن تیرا کہہ رہا ہے اور نہ کوئی آیا خیال

یہ جہان ہے خواب سا ہو محو حق فضل علی
جسطرح سے دل میں آکر پھر چلا جاتا خیال

سب سے زیادہ دلمین ہے تجھہ یار کا خیال
باقی رہا نہ دل مین جبز یار کا خیال

جیون جیون سیر ظاہر کیا اور سیر باطنی
ارض و سما میں دیکھا دلدار کا خیال

وہ زلف دام جادو دل پیچ میں کہپا ہے
کیا نو بہار گلشن تجہہ باغ کا کہلا ہے :.

جو پھنس گیا نہ چھوٹے اس یار کا خیال
حسن دیکھا پھر نہ ہوا گلعذار کا خیال

فضل علے کو دکھلا اپنا جمال پیارے
ہر روز ہر گھڑی ہے دیدار کا خیال

خواجہ حسن سنجری تم ہو عطائے رسول
ہند کے دلی ہو تم تابع ہیں سب اولیا
ملک تھا اول سے یہ کفر کے ظلمات میں
خواجہ قطب الدین سے لے خواجہ نور محمد تلک
باغبان سے عرض یہ بلبل شیدا کرے
دیکھا تو اس دور میں سبکے ہیں غنچہ خزان

بہر مہر ہے بہتر ہمیں ہی تیری جو کہٹ کا دہول
جو کوئی ہی ہند مین فیض ہے تم سی حصول
روشنی ہے اسلام کی تیرے باعث یہ حصول
تجہ دلی میں ہیں سب اولیا آپکی جہو لیکی پہول
اس گل گلعذار مین کیجئے ہم کو شمول
تیری ہی ایک باغ کا کہل رہا سنگر میں پہول

شکر خدائے پاک کا کب ہوا زبان سی سر
فضل علے نے کی آپکی بعیت قبول

بادشاہ ہے ذوالجلال خوب ہیں غازی کمال
شاہ ولایت ہو آپ برکت جہجر ہو آپ
سیکڑون کو آپ سے ہو گیا حاصل خدا
روشنی اسلام کی ہو گئی آنے کے ساتھ
بے سر و دست ہمیں قتل کیا کافر یں
تن ہی جہان فیض ہی سر سے وہان فیض ہے

دیکھئے اپنا وصال حضرت غازی کمال
آپکا جاہ و جلال حضرت غازی کمال
ہے تیری بخشش کا حال حضرت غازی کمال
کفر کیا پائمال حضرت غازی کمال
کیا تیرا جاہ و جلال حضرت غازی کمال
ہے یہ تمہارا کمال حضرت غازی کمال

فضل علے کے تئین تیری غلامی کا شوق
اور نہیں قیل قال حضرت غازی کمال

تمکو چہوڑ دن نہیں خدا کی قسم
رکھنا زیر نظر ہمیں واللہ
گل رخسار پر جو ہیں خوش خال

اور کو لون نہ کبریا کی قسم
مانتا اپنے اس گدا کی قسم
اور لب لعل بے بہا کی قسم

دل میرا لے گیا ہے وہ محبوب — چہرہ پر زلف دوتا کی قسم

اسنے مائل کیا ہے فضل علی
شب خلوت کے مدعا کی قسم

جب سے ہم نے لیا ہے آپ کی الفت کا جام — رہتا ہوں بےغرض اور کھل گئی عقدہ تمام
اسلئے دھونی رمائے بیٹھا ہوں در پر تیرے — نہ رہا مجھکو خطر بدنامیوں سے خاص و عام
اب تو جی چاہے کر دا اپنا گریباں چاک چاک — خاک کو سر پر اڑا کر جا کروں اپنا سلام
آپ قاصد آپ محرم آپ ہوں پیغام بر — آپ اسکا بن کے جا کہوں اپنا پیام

تب ہوا الہام یکجا بیٹھ اے فضل علے
غیر حق را دور کن اور یاد حق را کن مدام

دل لے گیا ہمارا وہ اب دل میں دل نہیں — پھرتا ہوں مثل سایہ کی ہر جا کہیں کہیں
ڈھونڈھا میں تجھکو فرش سے لیکر تا عرش تک — ایسی جگہ نہیں میں پھرا ہوں کہیں کہیں
میں انتظار کرتا کرتا تحیر میں آگیا — دم میں تو آوے آوے ہی دم کہیں کہیں
روئی ہیں درد میں ہیں خورد و کلان و پیر — برسا ہی خون دیکھ تو گلزار کے تئیں +

فضل علے کے سینہ کو صد آفریں کہو
جسنے کہ دیکھا یار کا وہ حسن نازنین +

قبلۂ دین یا کمال الدین — کعبۂ دین یا کمال الدین
لے گئے دو جہان کی نعمت — تیرے در کے گدا کمال الدین
جسنے دیکھا تمہارے مرقد کو — وہ ہوا ہے فدا کمال الدین
فیض پاتے ہیں عام آکے یہاں — کیا تیرا حوصلہ کمال الدین
چھوڑ کر وطن فی سبیل اللہ — خوب آیا یہاں تیرا کمال الدین
سر کیا صدقے اپنے مولا پر — کیا ہی قربان ہوا کمال الدین
جسم سے آئے لڑتے جھجر تک — کیا تیرا رتبہ ہے کمال الدین
نور برسے مزار پر دائم — ایک دریا ہوا کمال الدین

ذات تیری ہے رحمت عالم / کب ہو مجھسے ثنا کمال الدین

آرزو ہے ہمیشہ فضل علی
اپنا جلوہ دکھا کمال الدین

کس سے بیان ہو آپکا مولانا فخر الدین / وہ ہے غلام جسنے کہ پہچانا فخر الدین
مائل کیا ہے دل میرا دکھلا کے اپنی شان / ہیں گے چراغ چشت کے ہیں جانا فخر الدین
لیل و نہار پھرتا ہوں میں اسکے شوق میں / قربان ہو کے اسکے میں مانا فخر الدین
قربان ہوا اس رخ گلزار پر یہ دل + / جو ہے تمہارے شوق کا مستانا فخر الدین
قبلہ و کعبہ و ہادی و مرشد ہو رہنما / مجھکو تو آپنے دور سے بہت مانا فخر الدین

فضل علی تو تیرے در کا غلام ہے
دیجیے شراب عشق کا پیمانہ فخر الدین

امداد حق کی ہو تو اسے باز کر رکھوں / اپنے تجر کا اسے خریدار کر رکھوں +
مداح خوان اس کا ہمیشہ رہوں مدام / آخر کو رفتہ رفتہ میں دلدار کر رکھوں
تو زلف دے تمام تو تسبیح کر رکھوں / ایک تار دے تو رشتہ زنار کر رکھوں
ساقی مجھے وہ قدح دے اپنی شراب سے / پینے سے اس شراب کے سرشار کر رکھوں

اپنے نصیب کب ہیں کہ فضل علی ہو یار
آوے اس گلے میں تو پھر ہار کر رکھوں

ہمسر تو تیرا کوئی جن و بشر نہیں / باغ جہان میں اب کوئی ثانی بشر نہیں
بہتر ہے عرش کرسی و لوح و قلم سے وہ / ارض و سما و شمس قمر بحر و بر نہیں
تمکو جو قرب حق نے دیا اپنی ذات کا / نبیوں اور فرشتوں کا اسجا گذر نہیں
خالق نے کرتا ذات سے اپنے تیرا ظہور / معشوق میں کوئی ایسا آتا نظر نہیں
برقعہ اٹھا کے چہرہ تابان کو دے دکھا / جب دیکھ نور کے تیرے مجھکو خبر نہیں
زاہد اگرچہ زہد کرے تجھکو چھوڑ کر + / تا حشر اس کے زہد کا مطلق اثر نہیں
جو کوئی تمہاری راہ سے بے راہ ہو گیا / دربدر ہی وہ پھریگا تو در در میں در نہیں

تو وہ حبیب ہی کہ تیری نام سے ہو شفا ۔ جو ہے تمہارا اُسکو دونون جہان کا ڈر نہیں

فصل علی تو کرسکے کیا وصف احمدی
حق جس کا وصف کرتا ہی تجھے اُسکی خبر نہین

دیکھکر بانکی ادا ہوش بھی جل جاتے ہیں ۔ دل ہی دلمین تو ہم اُس یار سی ملجاتی ہیں
جب سے عاشق ہیں تیرے آتے ہیں چھپ چھپکر ۔ تو نہ ملتا ہی تو ہم ہاتھو نکو مل جاتے ہیں
دل میں آتا ہی یہ خرقہ کرون ٹکڑے ٹکڑے ۔ تیر اڈرمان کے ہم آب سنبھل جاتے ہیں
دیکھے کوئی نمازی کی نمازون میں تجھے ۔ وہ مصلے سے گری یا نو پھسل جاتے ہیں

نام ہے فصل علی سر پر ہے سنگ گھر ڈالا
یہ سنا ہوگا نہیں ہم سے کبھی ٹل جاتی ہیں

ہم تو ہیو عمل تیرے یار پڑے مرتے ہیں ۔ سیکڑون آفت جان لڑتے وتن دہرتے ہیں
آپکا دوش نہیں کرنے کا اپنے پہل ۔ اپنے کرنی کو تو ہم آپ یہاں بہرتے ہیں
اتبومین آپکے درسے نہ اُٹھایا نہ اوٹھو لا ۔ جب اُلٹک تجھپہ کرم کی نظر نہیں کرتے ہین
عرش وکرسی فلک لوح قلم ارض وسما ۔ مہر ومہ نجم وسحر جن وبشر ڈرتے ہیں
عاشق زار ہیں جاں لو وہ شخص ہیں ۔ شوق میں یار کے پتھر بھی بہت جھرتے ہیں
دوجہان کے عوض کوئی خرید ہی تجھکو ۔ مفت خوشنودیکی تو یہان فکر ہم کرتی ہیں

دے جمال اپنا پریشان ہے فصل علی
روتے اور ڈھونڈتے پریشان پھرتے ہیں

یار نے جو جو جفا کی ہے سو مذکور نہیں ۔ اور جو ہم نے وفا کی ہے وہ منظور نہیں
زندگی اپنی خوش باتے ہیں لے یار ز ۔ جان دینا ہمیں اُس دردمیں کچھ دور نہیں
چاہے تو جور کرے ظلم کرے حاضر ہیں ۔ کب ٹلو ہون ہیں تیرے در سے یہ دستور نہیں
تیر آنکھوں نے مرے آنکھو نمیں ہی مارا ۔ خون رواں رہتا ہی ظاہر میں ناسور نہیں

کا ہے رسوا ہوا ہی فصل علی خلقت میں
آپکے عشق میں اور آپکے دلمیں مشہور نہیں

مجھکو تو سیر تماشے سے سرو کار نہیں
شوق کہتا ہے کہ دوڑ کے دامن پکڑوں
کج نگاہی سے میرا ہوگیا ہے حال تباہ
بے نمک عشق ہے جب تک کہ نہوی ہوا

تجھہ بن اے ماہ لقا اور سے کچھہ سرکار نہیں
میں تو قربان ہوں پر آپکو درکار نہیں
تیرے نہ ملنے سے اور تو بیمار نہیں
دل ہی دل میں ہی فکر کوئی آثار نہیں

بھید اپنے کو نہ اظہار کرے فضل علے
آپکی شرم ہے اور مجھکو تو کچھہ عار نہیں

میرے دل کی حقیقت کو اے ہی تو کیا جانیں
یہ منزل عشق کی ہے سر سے چلنا سر نہیں کہنا
عجب یہ مرتبہ عالی کہ جس میں جان دیتے ہنس ہنسکر
پڑے ہیں عشق کی منزل میں لاکھوں دیوانے

تجھے تن کا ہلانا ہے تو کیا جانو ہلا جائیں
وہی جانے کہ مرنا جیتے ہی اپنا ہلا جائیں
کوئی منصور ہوکے اور انا الحق کی صدا جائیں
جنید و شبلی و عطار سب انکا مزا جائیں

نہیں جانے کوئی فضل علے کے سبق رمزونکو
کوئی عاشق اگر ہووے تو عاشق کی ادا جانیں

میرے دل میں اگر تو ایسا سمایا
میاں میںنے وحدت میں کثرت کو کھویا ۔
تو ہی ہی تو ہی ہے تو ہی ہے تو ہی ہے
کہ مستانہ ہوکر انا الحق پکارے + +
کہ جب تک کہ غفلت کے پردے پڑے ہیں
یہ پردے کو اپنے کرے دور جب دم
مرے عشق نے مجھکو ایسا ڈبویا +
ہنسا ایک لحظہ میں ایک دم میں رویا

جدھر دیکھتا ہوں تجھی کو میاں دیکھتا ہوں
تو کون و مکان میں اُسے دیکھتا ہون
کہ تیرے سوا بھلا اب اور کوئی ہے
وہی بولتا بول میں دیکھتا ہون
ہے تو نہاں بھی اور رہوے جہان تو
تو دیکھے وہان بھی اور یہان دیکھتا ہوں
تمامی مرے خود پرستی کو کھویا +
رویا دیوانہ ہو ہوشیار میں دیکھتا ہون

عجب شوق تیرا ہے مرے خدایا
کہ فضل علے دوئی کو ٹوٹا دیکھتا ہون +

عاشق اپنا ہار یاوے اور کہاں پاوے میاں
سوا نے خون و جگر کے اور کیا کھاوے میاں

اُس پری سے جو ملا پھر اُسی کا ہو رہا +
اک نظر میں دل لیا ہی دل پڑا لوٹے بنا اک
خون دل سے روتے روتے ہو گیا رنگین لباس

گلر خون کے دم میں آوے پھر کہاں جاوے میان
کوئی سمجھاوی کہ ایک لحظہ کو یہان آوے میان
جاوی اُس سنگین دل کے پاس کون سمجھاوے میان

اتبو اس فضل علے پر ہو کرم اے میری جان
یہ دیوانہ کب تلک اُس دل کو بہلاوی میان

مجکو دلدار دیکھنا چاہوں +
تو نہ آوے مجھہ پاس واللہ
کیا مرے ہی لیئے ہی یہ انعام
سب عنایت میں ہیں میرے غرقاب
اور دیدار سے مشرف ہوں
ایک اشارے کا منتظر ہوں میں

دیکھہ لے بتا کہاں جاؤں
خون آنکھوں سے اپنے برساؤں
تیری ہجرت کی آگ سلگاؤں
میں یہ سینہ کا داغ بھڑکاؤں
میں ان انکھونکو روز برساؤں
جہاں فرماؤ اُس طرف جاؤں

دے جمال اب تو جلد فضل علے کو
کب تلک اس راز دلکو بہلاؤں +

صبح ہوئی اپنے ساقیا مجھکو پلا شراب تو
بند رہا جوش و خروش ہمکو تو کیا می فروش
خوب گزک اور نقل دیجئے کہ یہ سات جب کبھی میں
اپنی تو دہن نشہ میں ہی جام پلا یہ جان سے

رات تو سب گذر گئی اتبو اوٹھا نقاب تو
میویں پلاوین خوش ہویں کر دی کرم شتاب تو
چرچری اور ترشی کے مزے ایسے کہلا کباب تو
قتل کرے تو خوب ہی مت نا کری خراب تو

لیل و نہار حسن کا تیرہی انتظار خوش نگار
فضل علے کو جلوہ دے ای میرے ماہتاب تو

خدا کے واسطے اے دلربا تو
مجھے اک دم نکر اپنے سے تو دور
نکر نا بے وفائی ہم سے دلدار
میں تیرے عشق اندر ہو گیا پیر

ہمارے حال پر فرما عطا تو +
یہی بس ہان عاشق کا کہا تو
وفا کرنا وفا کرنا وفا تو +
کہ ہے میری آنکھونکا عصا تو

ردیف واو

نکر نا اُس کو آزاد مولا
تجھے بھی چاہے اتنا تو عاشق
تجھے چاہے جلادے اور کر ہی خاک
اگر تجکو طلب ہے دلمیں محبوب

اسے رکھنا غلامی میں سدا تو
کسے سے حال اپنا مت چھپا تو
نہ ہرگز مارنا دم ہے ضِا تو
کسی طرح سے اپنے تئیں مٹا تو

ہمیشہ رکھہ رضا تسلیم پر سر
نکر فضل علے سر کو جدا تو

ہجر میں تیرے پڑا کرتا ہوں بٹ آہ آہ
چین نہیں ایک ذرہ ہی صبر نہیں ایک گھڑی
کھانا نہیں کھاؤ ہوں کھانا مجھے کھائے ہے
دل لیا ہی سب چین میرا دل ہی ٹھکانا نہیں

جب سے صنم ہوگی تیری میرے پر نگاہ
رات تو روتے کٹی دنمین بھی تکتا ہوں آہ
ہو نین تپی دلکی اندہ پتیم لگی ہے تیری نگاہ
دین تو ایمان تو جان و یدن کی پناہ

ہم جیسے تمہیں سیکڑوں تمنا ہے ایک ناتھ
فضل علے کو فضل چاہے میرے اللہ

ساقیا جام پلا ہم کو جو وہ ہے اعلا
ہمتو مرتے ہیں ترے در پر تمہارے صاحب
سب تو پی پی کے گئے ہم کو کھڑے ہونے پر
یہ تو کہتا تھا کہ اون نظر کو پھرا کر دیکھو

جس کے پینے سے ہوئی دل کے تئیں اچھا بالا
داغ سینے میں پڑا مثل جیون گل لالہ
کر تو رہبر نظر ہاتھہ کو ٹک بالا
جان جاتا رہا اور رہ گیا من بے حالا

کیوں نہ ہو فخر تمہارا دو جہان فخر الدین
فضل کر فضل علے پر جو پلایا پیالہ

گئی ہے رات دن مجھکو الم سے
دیا ہے تونے جیسے ہجر کا داغ
نہیں ہے چین میرے دلکو ایکدم
خدا کے واسطے اتنا تو سن لے

نہ طاقت ہے لکھوں نامہ قلم سے
مروں ہون تیرے اندہ میں غم سے
کہو للہ کوئی رو رو صنم سے
میں نوکر ہوں تیرا یقین حق کی قسم سے

تو دے دیدار بس فضل علے کو

یہ دنیا سب چلی جاوے ہمارے ہمسے

طالب فانی نہ ہو جو تو کبھی
چھوڑ دیجو کفر کو اور شرک کو
کام وہ کیجیو کہ جو حق کے پسند
جو یہاں کا کام ہے سو یاں رہی
پھر پچھتانا تیرا کس کام کا +
بھائی بیٹا اور بھتیجا بھانجا +
جس کسی نے عشق دنیا سے لیا
بیچکر سارے گناہ تقوی خرید

اپنی تو عقبی کما لیجیو ابھی
پائیو لیجیو دین کی باتان صحیح
وہ نکریو جسے پچتاوے کبھی
کوئی نہیں ساتھی تیرا واں جا بجھی
دنیا مزرعہ آخرت کی ایت ہی آئی
جز عمل نیکی کے تا تیرا کوئی
کھو دیا اپنا کیا اس نے سبھی +
حق کا پیارا ہے وہی جو متقی

جس کسی کو اپنا سمجھے ہے یہاں
وہ نہیں تیرا بجز فضل علے

ہمتو عاشق ہیں تیرے ٹک ادھر آجا ذرا
زندگی تو اپنے دیدار تیرا ہے واللہ
ایک شب خواب میں کیا شوق سی پکڑا دامن
راتدن کہتا ہوں فرقت میں صنم کو رو رو کر

مجھے جمال اپنا دکھلا دے ذرا جیو ماہی بن آب تڑپ رہی
عیب پر نظر نکر اپنا سمجھ کر آرے
جب سے چوٹ سے دل میں لگائی سارے
چین ایکدم نہیں کیا کہوں کیسے جاوے

اپنے فضل علے پر اب تو فضل کر دیجے
دیکھئے پھرتے ہیں کستور سے بن بن ماری

اسد اللہ پہلوان ولی
اسلئے آپ کی ہے صیف زبان
میرے والد کو آپ سے ہے نسبت
روح گلنار کو دکھاوے جلدی
اپنے تم سرو قد سے قمری کو
کیا معطر دماغ ہے میرا

تم سے راضی ہیں خدا نبی و علے
جسکے حق میں چلی کبھی نہ ٹلی
اور مجھکو بھی ہے خفی و جلی
ورنہ بلبل کی طرح جان جلی
نہ اڑتا تا میاں یہہ بات بھلی
جب سے گلشن کی تیری باد چلی

مجھکو بھی دے تو نعمت سے
یہ غلام آپ کا فضل علے

بچکے قاتل سے دل کہاں جاوے
مرغ دل خال کو سمجھ دانہ
تیر مژگان کمان ابرو سے
دیکھکر ماہ رخ دل عاشق +

بے طرح دام زلف پھیلاوے
آپڑی اور گلے کو کٹواوے
کس کا مقدور بھاگ کر جاوے
من کے اُسکے چکور ٹھہراوے

لب شکر جس نے پائے فضل علی
پھر نہ دنیا میں اُس کو کچھ بھاوے

یاد جو وقت تیرے جی پہ میری آتی ہے
گیا ہوش میرا کھینچ گیا کمان ابرو سے
تیری امید کرم میری جان مارے +
عشق جاناں میں اوٹھے دل میں سر جوش پر جوش

زندگی اپنی بھی اس وقت نہیں بھاتی ہے
تیر مژگان تیرے کھا ینکو مری چھاتی ہی
ناامیدی میری چھاتی کو دھڑکاتی ہے
شوق کی آگ میرے سینہ کو بھڑکاتی ہے

دے جمال اپنا نہیں فضل علی ہے بیچین
بیقراری تو مری جان چلی جاتی ہے

عشق نے تیرے مجھے کیا کیا ہی دکھلایا ہی
واہ رے عشق تیرا ہو گیا مجنوں یہ دل
میں تیرے مرتبہ عالی سے نہ تھا کچھ آگاہ
ایک مدت سے رہی تھی مجھے دلبر کی تلاش

اپنے بیگانے سے ایک لخت چھوڑوایا ہی
راہ کیا خوب مجھے یار کا بتلایا ہے
ہادی اس دل کی ہدایت کا تجھے پایا ہے
تو نے ایک آن میں دلبر میرا دکھلایا ہے

تیرے تاثیر کے قربان ہو دل فضل علے
میں نے تاثیر کا خود دل میں مزا پایا ہے +

پھر جب کچھ دیکھا تو پھر جا ہے تو ہی
عرش سے فرش تک جو کچھ کہ ہے
پُر ہے تیری ذات سے سارا جہان

تھا تو ہی اور رہے تو ہی ہو گا تو ہی +
سب جگہ تو آپ ہے پھر تو ہی
کوئی ایسی جا نہیں میں پہچانا تو ہی

دل لگا کر اپنا اس کو دل میں دیکھ
کس طرح ہوتا ہے وہ ظاہر توئی

دل اوٹھائے غیر سے فضل علے
کل شے یرجع الے اصلہ

دل میں سو بار میرا دل جاوے
جو کوئی دے ہے کچھ پتا اُس کا
آگے تھا اس طرح کا میرا دل
اب ہوا اس طرح ستی رنجور

ڈھونڈھنے یار کو نکل جاوے
اُسکے یہ روبرو پگھل جاوے
نہ ہلے تھا پہاڑ ٹل جاوے
جو کوئی کچھ کہے مچل جاوے

دے جمال اپنا جلد فضل علے
ورنہ یہ کوئی دم میں جل جاوے

اے ساقی ہم پر تنک اتنا لطف فرمائے
پڑا تڑپتا ہوں مانند نیم بسمل کے
بھٹکتا میں پھرا دت سے تیری فرقت میں
میں بجانب کے اس دلکو اپنے رکھتا ہو
یہ ڈر ہے وہ کہ نہ محروم کوئی اوٹھتا ہے
ہیں خوبرو سبھی محتاج تیری صورت کے

ذرا تو پیار سے ایک جام اپنا پلوائے
کہ اپنا ان کی دیدار مجھ کو دکھلاوے
کبھی تو جلوے کی جا نہیں ہمکو ٹھلائے
یہ مانتا نہیں نادان ہے اسکو سمجھاوی
رہے یہ کس طرح خالی مجھے تو تبلاوے
میاں اُس حسن کا صدقہ ذرا ہمیں لاوے

تو اپنے وصل کا دے ایک پیالہ ای جانان
کرم سے فضل علی پر بھی تنک رحم کھاوی

قد تیرا رشک سرو بالا ہے
تیری ابرو کماں پلک ہی تیر
دیکھی سرخی لبوں کی لالہ نے
جو کرے تیرے باغ حسن کی سیر
چہرہ تیرا عجب مہ تابان

آنکھ کیا ایک شراب علی ہے
عاشقوں نے نہ دل سنبھالا ہی
سینہ میں اُسکے داغ کھایا ہے
اُس نے جیتے ہی جی نکالا ہے
سارے عالم سے وہ نرالا ہی

اُس کا عاشق ہو دل سے فضل علے

نور جس کا سبھوں میں ڈالا ہے +

آنکھوں میں خون ہوا ہی ای یار روتے روتے
اور دل ہوا ہے بیکار میرا روتے روتے

کوئی ذرا تو جا کر اُس کے تئیں مناؤ +
مر جائیگا یہ بیچارا بیمار روتے روتے +

میں دست بستہ مدت سے حاضر کھڑا رہا ہوں
آخر کو میں گرا ہوں دلدار روتے روتے

اس درد دل کو اپنے کس سے کہوں میں جا کر
اب ہو گیا ہوں لاچار میں روتے روتے

گذرے ہیں اُسکو دن دن ایک ایک برس برابر
فضل علی کو مت کر اب خوار روتے روتے

تن ہو گیا ہے میرا تنور روتے روتے
اور دل میں بڑا جوش بدستور روتے روتے

آنکھوں کے آنسوؤں سے دریا ہوا ہی جاری
دل جل کے ہو گیا ہے کوہ طور روتے روتے

رونے نے میرے یارو عالم کے تئیں رُلایا
اور دل میں غم ہوا ہے معمور روتے روتے

قاصد بجا سکے ہے میرا پیام لے کر
تو یار سے صبا کہہ مذکور روتے روتے

تیرے فراق غم میں کرتا ہوں گریہ زاری
آنکھیں ہو گئی ہیں بے نور روتے روتے

مدت سے مجھکو سر کے درد کا جو الم تھا
آخر کو ہو گیا ہے دل چور روتے روتے

یا حضرتِ سلیمان ہو وصل مجکو حاصل
فضل علی ہوا ہے رنجور روتے روتے

خوبان مہ جبیں میں کیا ہوں بیمار ہنستے ہنستے
آنکھوں سے تیر مارا دلدار ہنستے ہنستے

جانا نہیں کسی نے کب کر گیا وہ زخمی
کیا کر گیا ہے یارو بیکار ہنستے ہنستے

اُس شب کو دیکھ مومن ہوا ہے کافر
ڈالے ہے وہ گلے میں زنار ہنستے ہنستے

محفل میں گرچہ دیکھے ابرو تیری کا خنجر
جل جاوے سیکڑوں زنار ہنستے ہنستے

کانپے ہیں اُس سے خوبان مانند بید کے جو
وہ ہو خفا نہ ہم سے خونخوار ہنستے ہنستے

وہ غنچہ لب جو آکر اپنے دہن کو کھولے
کھل جاوے اُس کلی سے پھلوار ہنستے ہنستے

تیرے چمن کے گل کا فضل علی ہے بلبل
اُسکو تو اب دکھا دے گلزار ہنستے ہنستے

دل لگاکر اپنا اس کو دل میں دیکھ
کس طرح ہوتا ہے وہ ظاہر توئی

دل اوٹھائے غیر سے فضل علے
کل شے یرجع الی اصلہ

دل میں سو بار میرا دل جاوے
ڈھونڈھنے یار کو نکل جاوے
جو کوئی دے ہے کچھ پتا اُس کا
اُسکے یہ روبرو پگھل جاوے
آگے تھا اس طرح کا میرا دل
نہ ہلے تھا پہاڑ ٹل جاوے
اب ہوا اس طرح ستی رنجور
جو کوئی کچھ کہے مچل جاوے

دے جمال اپنا جلد فضل علے
ورنہ یہ کوئی دم میں جل جاوے

اے ساقی ہم پر ٹک اتنا لطف فرمائے
ذرا تو پیار سے ایک جام اپنا پلوائے
تڑاتڑ تپا ہوں مانند نیم بسمل کے
کہ اپنا ان کی دیدار مجھہ کو دکھلاوے
بھٹکتا میں پھرا دت سے تیری فرقت میں
کبھی تو جلوے کی جا نہیں ہمکو ٹھہلائے
میں بجانب بھانپ کے اس دلکو اپنی رکھتا ہو
یہ مانتا نہیں نادان ہے اسکو سمجھاوی
یہ ڈر ہے وہ کہ نہ محروم کوئی اوٹھتا ہے
رہے یہ کس طرح خالی مجھے تو بتلاوے
ہیں خوبرو سبھی محتاج تیری صورت کے
میاں اُس حسن کا صدقہ ذرا ہمیں لاوے

تو اپنے وصل کا دے ایک پیالہ ای جانان
کرم سے فضل علی پر بھی ٹک رحم کھاوی

قد تیرا رشک سرو بالا ہے
آنکھ کیا ایک شراب علی ہے
تیری ابرو کماں پلک ہی تیر
عاشقوں نے نہ دل سنبھالا ہی
دیکھی سرخی لبوں کی لالہ نے
سینہ میں اُسکے داغ کھایا ہے
جو کرے تیرے باغ حسن کی سیر
اُس نے جیتے ہی جی نکالا ہے
چہرہ تیرا عجب مہ تابان
سارے عالم سے وہ نرالا ہی

اُس کا عاشق ہو دل سے فضل علے

نور جس کا سبھوں میں ڈالا ہے +

آنکھوں میں خون ہوا ہے ای یار روتے روتے
اور دل ہوا ہے بیکار میرا روتے روتے
کوئی ذرا تو جاکر اُس کے تئیں مناؤ +
مرجائیگا یہ بیچارا بیمار روتے روتے +
ہیں دست بستہ مدت سے حاضر کھڑا رہا ہوں
آخر کو میں گرا ہوں دلدار روتے روتے
اب درد دل کو اپنے کس سے کہوں میں جاکر
اب ہو گیا ہوں لاچار میں روتے روتے

گذرے ہیں اسکو دن دن ایک ایک برس برابر
فضل علی کو مت کر اب خوار روتے روتے

تن ہو گیا ہے میرا تنور روتے روتے
اور دل میں ہے بڑا جوش بدستور روتے روتے
آنکھوں کے آنسوؤں سے دریا ہوا ہے جاری
دل جل کے ہو گیا ہے کوہ طور روتے روتے
رونے نے میرے یارو عالم کے تئیں رلایا
اور دل میں غم ہوا ہے معمور روتے روتے
قاصد نجا سکے ہے میرا پیام لے کر
تو یار سے صبا کہہ مذکور روتے روتے
تیرے فراق غم میں کرتا ہوں گریہ زاری
آنکھیں ہو گئی ہیں بے نور روتے روتے
مدت سے مجھکو سر کے درد کا جو الم تھا
آخر کو ہو گیا ہے دل چور روتے روتے

یا حضرت سلیمان ہو وصل مجکو حاصل
فضل علی ہوا ہے رنجور روتے روتے

خوبان مہ جبیں میں کیا ہوں بیمار ہنستے ہنستے
آنکھوں سے تیر مارا دلدار ہنستے ہنستے
جانا نہیں کسی نے کب کر گیا وہ زخمی
کیا کر گیا ہے یارو بیکار ہنستے ہنستے
اُس شب کو دیکھ مومن ہوا ہے کافر
ڈالے ہے وہ گلے میں زنار ہنستے ہنستے
محفل میں گرچہ دیکھے ابرو تیری کا خنجر
جل جاوے سیکڑوں زنار ہنستے ہنستے
کانپے ہیں اُس سے خوبان مانند بید کے جو
وہ ہو خفا نہ ہم سے خونخوار ہنستے ہنستے
وہ غنچہ لب جو آکر اپنے دہن کو کھولے
کھل جاوے اُسی گھڑی سے گلزار ہنستے ہنستے

تیرے چمن کے گل کا فضل علی ہے بلبل
اُسکو تو اب دکھادے گلزار ہنستے ہنستے

انکھو نمین جان تن میں تو ہی سما رہا ہی
میرے تئیں تو پیارا کچھ کچھ دکھا رہا ہے

اے عرش سے فرش تک ہیگا ظہور تیرا
کونوں مکاں سارا تو ہی بسا رہا ہے

طاقت ہے کس زبان کو تیرا بیان کرے
مضمون کس طرح کا ہمکو جتا رہا ہے

اس دہن میں زبان ہی اسکو کیا ہے گویا
کس کس طرح کی باتین اندر بتا رہا ہے

لاکھوں بنائی چیزین کہانیکی ہیں ہماری
کیا کیا مزے کی نعمت ہمکو چکھا رہا ہے

ہے جو کوئی تمہارا درگاہ کا سلامی +
پھر وہ بے آپ سارے عالم کو بہا رہا ہے

فضل علے کو دیجے اپنا جمال روشن
دیدار کو تمہارے یہ دل بہا رہا ہے۔

عشق میں اُس دلبرا کے خار ہے
مجھکو تو وہ بہتر از گلذار ہے

جب سے میری آنکھ نے دیکھا اُسے
جس کو دیکھو ہون ارے میں یار ہے

دے جمال آقا تو ہو اُس کی شفا۔
یہ تمہارے چشم کا بیمار ہے

سر اگر مانگے تو وہ حاضر کروں +
مجھکو تو ہرگز نہیں تکرار ہے

یہ نہ ہو ہرگز تیرے در سے جدا
تو رکھ کر دیکھ لے تلوار ہے

جس طرح تیری رضا راضی ہیں ہم
ہمکو تو صبر و رضا درکار ہے

اب تو سر تو نے کیا اسپر فدا +
دم مرن فضل علے جاندار ہے +

کل دیکھا خواب میں گویا وہ گلعذار ہی
کیا کیا خوشی ہے موج ہے دل میں بہار ہے

میں جا پایا رکے قدموں میں سر رکھوں
کھلتے ہی آنکھ دیکھا نہ اُس جا پہ یار ہی

وہ ہوش میرے لے گیا دکھلا کے اک نظر
اُس دلربا کے عشق میں دل لالہ زار ہے

اُس درد کا علاج نہ تم سے ہوا طبیب
میرے مرض کو دیکھنا اُسکا ہی کار ہے

جلوہ دکھا کے خواب میں دلکو کیا خراب
اس روز سے یہ فضل علے بیقرار ہے

اے شمع رو تجھے کوئی اگر نظر کرے +
پروانہ ہو کے جان کو اپنی نظر کرے

محفل اگرچہ دیکھے تو سارے ہی لوٹ جا / تو لطف اپنی سے کبھی اس جا گذر کرے

زاہد اگرچہ دیکھے تو دے بوریا جلا / عابد اگرچہ دیکھے تو کیسے صبر کرے

واعظ اگرچہ دیکھے تو جا وعظ اپنا بھول / وہ اپنے قیل و قال کو کہنا حذر کرے

ہے ذرہ اسکے روبرو فضل علی تمام

وہ آفتاب رخ ستی اپنی فخر کرے

وہ یار اپنے حسن کا روشن قمر کرے / عالم کو اس جہان سے لیکر بدر کرے

قاضی و محتسب کے کہاں ہوش ہوں بجا / چہرہ سے وہ نقاب اوٹھا کر نظر کرے

دیکھنے سے اسکے آئینہ دل کا شفاف ہو / جس دل میں آکے وہ رخ تاباں گھر کرے

جسنے شروع کری ہی تیرے عشق کی کتاب / پھر اسکو چاہیے کہ نہ سر سے بدر کرے

جان اپنی دیکے فضل علی نے لیا تجھے

یہہ نہ اپنے قتل کا مطلق نہ ڈر کرے

سرائے فانی میں دو دن کی خاطر آیا ہے / ذرا تو ہوش کر اپنے یہاں کیوں دل لگایا ہے

تمام مال و متاع فیل سے بے بکری تک / نہ ساتھ جاگا تیرے اور نہ ساتھ آیا ہے

ہزار حیف ہے تو اس میں رہا مشغول / بتا تو عقبیٰ کے خاطر بھی کچھ کمایا ہے

ہے تیرا باپ برادر نہ وہاں کوئی ساتھی / بغیر نیک عمل کے پتا نہ پایا ہے

یہ پند فضل علی کا ہے ہوش سنو دل میں

اس لئے میں تمہیں کھولکر سنایا ہے

تو چاہے سر کو تو موجود میرا یہہ سر ہے / مخالفت جو کرے تیری وہ کافر رہا ہے

کرے جو دعوے یہاں تیرے ہونے کا / وہ تیرا ہو گیا دونوں جہان میں کیا ڈر ہے

کہاں نصیب ہیں اپنے وہ یار بلوا دے / بلا دے پاس اسے یہ تو سر سے خاطر ہے

نہیں رتبہ ہے اسے پاس تیرے آنے کا / کہ اس لئے تیرے ملنے سے قاصر ہے

امید چھوڑ نہ ہرگز تو اس کے وصلت کی

اے جلتا فضل علی حق تو تیرا ناصر ہے

پیالہ شوق کا ساقی پلادے
نہیں ہے اعتماد زندگانی +
طلب میں دلربا کے بس چپکادے
ہمیں راہ بقا تو بتادے +

میرے دل میں اوٹھتا ہی درد جانا
بجا دے وہ عجائب ساز خوش ہو
مغنی تو ہی راگ اپنا سنا دے
کہ میری روح کو اپنا مزا دے

اگر وہ یار مجھکو رخ دکھادے
میں بسمل کی طرح بولو ہوں تن میں
تو گویا بیمار کو اپنے شفا دے
ذرا دیدار تو اپنا دکھا دے +

تمنا ہے تیرے فضل علے کی
مجھے اپنی قدمبوسی میں لگادے

تیری ترچھی نگہہ نے مارا ہے
یہہ لگا خنجر دوکھارا ہے
تیر مژگان کمان ابرو سے
مرغ دل کیا ہی ایک بچارا ہے

مت رقیبوں کے توکے کوماں
مینے ہر دم یہی پکارا ہے
سیکڑوں آفتیں اوٹھاتا ہے
دیکھہ لو ایک دل ہمارا ہے

تم نہ ہرگز کرو اسے آزاد
اُس کو تو آپ کا سہارا ہے
دل بیمار کی تسلی تو
اس سے بہتر نہیں کنارا ہے

اپنے فضل علے کو دور نکر +
اس کا ہرگز نہیں گزارا ہے

تیرا ہمسر نہ کوئی پایا ہے
جب میرا صدق دل میں آیا ہی
تو ہے محبوب اور میں عاشق
ایسے چہرے کو کیوں چھپایا ہے

چھوڑنے کا نہ یہہ تجھے ہرگز
اپنے پہلے سے دل لگایا ہے
یہ بتا تو نہیں تیرا عاشق
روح پر اس کی تیرا سایہ ہے

اسکو ہجرت کا داغ مت دینا
نیک بد آپ کا بنایا ہے
گوشت اور پوست کب ہی قائم
عشق نے استخوان کو کھایا ہے

دے وصل اپنا جلد فضل علے

تیری دوری نے یہ جلایا ہے

فراق یار نے بس جان جلائی — تمامی تن کو مرے آگ لگائی
میں جلتا ہوں پڑا دائم کہوں کیا — کبھی آکر نہ دلبر نے بجھائی +
سدا ہم سے وہ بے پرواہ رہا ہے — نہیں میٹھی کبھی باتیں سنائی
نہیں الطاف کا ایک حرف پایا — یہاں تک مینے سب ہستی مٹائی
یہ چاہا مجھسے راضی دلربا ہو — کبھی مینے یاد کو ہرگز مٹائی
سدا دیدار کا رہتا ہوں طالب — مجھے بہتر ہے شاہی سے گدائی

وہ قاتل جان کا ہے خوب جانو
امن فضل علے کو تو دے الٰہی

جمال اپنا اگر مجھے تک دکھادی — یہ آتش ہے ہجرت کی بجھادی
مجھے درد فرقت کا تیری ہی رہتا — ذرا دام غم سے تو اپنے چھوڑا دے
کہاں جاؤں کس سے کروں تیری فریاد — تو خود سب کا شاہ ہی تو ہی بتادی
گدا کو تیرا خیال رہتا ہے ہردم — نقاب اپنے رخ سے کبھی تو اوٹھادے
کرم تو کرے کام سب ہووین پورے — تو چاہے فرش سے عرش پر جھنڈا گڑوا دے
کروں کیا میں نجانو تو کس میں ہے راضی — تو جس راہ میں خوش ہو اس راہ چلادے

جو مقصود ہے اس کا وہ سب تو جانے
تو فضل علے کو برائے خدا دکھادے +

چاند چہرہ کو دیکھ شرما دے — مشک عنبر نہ زلف کو پاوے
رنگ عارض کا دیکھکر بلبل — باغ کی سیر سے وہ باز آوے
تیرے خوش سرو کو دیکھکر شمشاد — رشک کھاکر زمیں پہ گر جاوے
کب بیان ہو سکے تیرا واللہ — نام لینے سے دل میں لہر آوے

تجھپر ہو جان نثار فضل علے
اپنا جلوہ تو اسکو دکھلادے

علم عشق کا گڑانا ہے — تھانہ یہاں شوق کا بٹھانا ہے

اور محبت کی آگ سے لیکر — ملک نفس کا جلانا ہے

پھر ڈھنڈورا پھراؤں جاناں کا — بند و نسبت روح کا کرانا ہے

آہ کا یہاں بجاؤں نقارا — خبر لے کہہ کے غل مچانا ہے

فوج لے لونگا حسن دلبر کی — عقل و تدبیر کو کٹانا ہے

جا کھوں گا میں اپنے دل کے بیچ — وہاں سے شیطاں کو پکڑ لانا ہے

چھین کر سب متاع دنیا کا + — لشکر دین کو لوٹانا ہے

مجھکو توفیق ایزدی سے یہاں — پانچ چوروں کا سر توڑانا ہے

پھر دونوں ٹھگوں کو پکڑوں گا — اُن کو بھی خاک میں ملانا ہے

پاس انفاس کا جوانوں سے — پھر اسی چشم کا دلانا ہے

کرو توفت قلبی پر حکم جاری — باجا آنند کا یہاں بجانا ہے

اور جب فتح ہو قلعہ دل سے — ہستی کا نقش پھر ہٹانا ہے

کیا خداداد ہے دیا یہہ ملک — تیری غفلت سے سب ویرانہ ہے

مالک الملک ایک دن پوچھے — دو جواب اس کا کیا بہانہ ہے

تجھکو اسرار ہو بڑی دولت — جس گھڑی روسیاہ دکھانا ہے

جانچک دن حساب کا آوے — پھر کیا فکر کام آتا ہے

ہلئے دنیا میں کیا پھنسا ہے دل — یہ نہیں جانتا فسانہ ہے

ایک دن یہ طلسم ہو غائب — پھر تو لاکھوں میں غم کا کھانا ہے

چھوٹے جس وقت زندگی کا دم — پھر نکوئی بھی کام آتا ہے

تو اور تیرے ہیں سب برادر و خویش — سبکو مٹی میں جا ملانا ہے

ہر دم آخر سمجھ تو فضل علی
جو وہاں کا مزا اٹھانا ہے

اُس بادشاہ خوباں کی سب کو انتظاری — ایسے نصیب کب ہیں دیکھے طرف ہماری

ہم نے بھی اُسکے نہ پردہ تھے سر رکھا ہی
میں جانے پاؤں یار جاناں پر ہوں تصدق
تو شمع میں پتنگا پھرتا ہوں تیرے قربان

نگاہ ہے نظر کرم کی دکھلا دے ایک بار تو
ملنے کا میں نہ ہرگز کسکو ہے جان نثاری
سو جان میری ہوتی کرتا میں جان نثاری

دیجے جمال اپنا فضل علی کو ہر دم
وعدہ وعید کرتا تجھپر ہے یہہ ہماری

تجھکو تو رحم کا گذارا ہے
تیرے لکھنے میں وصف ہی واللہ
کر میرے خاتمہ کو تو بالخیر
ایسا کیجیے کہ وہاں گذارا ہو

یہاں نہ کچھہ قسم کا گذارا ہے
نہ میرے قلم کا گذارہ ہے
یاں تو اب کوئی دم گذارہ ہے
جہان کیا ایک نسیم کا گذارا ہے

بخش فضل علی کو تو اللہ
یہاں تیرے کرم کا گذارا ہے

جلوہ دے میری جان جاتی ہی
نہ ملوگے تو ہوگی رسوائی +
تیرے دیدار کو نکل تن سے
مطرب تو نے تان پر کی تان

ایک نگہہ میں نہ آن جاتی ہے
اور ملنے سے شان جاتی ہے
روح یہ لامکان کو جاتی ہے
تان میں کچھہ نہ مان جاتی ہے

جلد فضل علے مشاہدہ بیں
دنیا یہہ بیگمان جاتی ہے

رنجور عشق ہوں بے پناہ تمہاری
واللہ مجھکو دلبر دے اپنا دیدار
تیرے بغیر اپنا ایسا ہوا ہے احوال
آنکھوں سے تیر مارے لگتے ہی ہوگئی پار

نہ آتی ہے تیرے جانان کے شفا ہماری
بچنے کا یہ نہ ہرگز ہی کوئی دم ہماری
جیسے کوئی پڑا ہے ایک بت کا آزاری
میں جان بلب ہوا ہوں ایسا ہی زخم کاری

یہ زندگی کی اپنے رکھتا نہیں ہے پرواہ
فضل علے کو تیرے ہے نظر تمہاری

ہو جو ہم نشین میری جان تجھہ صدقے
صدقے ہون اُس پری پریں سر تا قدم تک
عاشق کو تو ہر دم جلوہ دے اپنا
دیکھے بغیر تیرے دل ہو گیا ہے مائل

ایک جان میری کیا ہے سو جان تجہپہ صدقے
یہہ دین اور مرا ایمان تجہپر ہے صدقے
آتا تو کہا مان میرا تجہپر ہے صدقے
دکھلا تو اپنی نظر ایک آن تجہپر صدقے

اپنی عرض کرے ہے فضل علی تمہارا
تبلا تو اپنا مجھکو پہچان تجہپر صدقے

میں دست بستہ ہو کر کہتا ہوں جان تم سے
یان کب سے تیرے در پر کرتا ہو گریہ زاری
مژگان کا تیر مارا میرے جگر مین کاری
دکھلا کے حسن اپنا چھوڑا ہے کر کے مجنون

دیکھے جمال اپنا ہے بیان تم سے
زخمی ہوا ہے یہ دل اے مہربان تم سے
تڑپی ہے ہو کے بسمل ابرو کمان تم سے
تم ساتھہ بغرض ہے مانگوں امان تم سے

بھڑکا کے میری آتش ڈالا نہ منہ میں پانی
فضل علی کو کب تھا ایسا گمان تم سے

تیرے فراق میں مجھے مدت گذر گئی +
لیل و نہار تیرے حسن کا ہون انتظار
اُس دن سے ہمنے ترک کیا کھانا و پینا
ایک روز تم نشہ میں ذرا ہو گئے خفا +

آخر کو میری جان کو بیجان کر گئی +
جلوہ دکھا کے جیسے اپنی تو گھر کر گئی +
برچھی ترے پلک کی دیدون میں گڑ گئی
جی جان میری جان تو ساری ہی ڈر گئی

فضل علی فقیر ترے در کا ہو چکا +
جبسے تیری آنکھہ سے یہ آنکھہ لڑ گئی

شکر یان خوش وجہہ گذارا ہے
عز گنا ہون کے کچھہ نہ آوے نظر
بخشش تو بخشش اسکے خاطر بخش
میں تو نادم ہون دیکھہ صدر خیر

وان کی دہشت نے مجکو مارا ہے
ایک وسیلہ نبی تمہارا ہے
مین نے ہر دم یہی پکارا ہے
ایک جگہ نہیں لیپارا ہے

اپنے فضل علی پر فضل تو کر

فضل علی کو فضل کا سہارا ہے

صبا اس یار کو جا کر سنا دے
ذرا تو حسن کی زیارت کرا دے

تو چاہے دے نہ دے تیرا ہوں بندہ
کوئی جا ہے جہاں جاؤں بتا دے

اے ساقی تو لیکر دے تو ایک جام
کہ جب کو پی کے یہ دنیا بھلا دے

کہاں اپنے نصیب آوزہ دلدار
خیال خام ہے دل میں نہ جا دے

یہ تیر عشق کا زخمی پڑا ہے
تو اپنے کشتہ کو جلوہ دکھا دی

کہ پھر بھی میرے دل میں ہے یہ امید
گدا کو چاہے مسند پر بٹھا دے

امید فضل علی کی مت چھوڑا ی فضل
اسم فضل علی فضل خدا ہے

ذرا تو حسن سے پردا اٹھا دے
تجھے دیدار اپنا مکھ دکھا دے

تیرے قبضہ مین دل میرا ہے دلبر
تو چاہے خواہ ہنسا دے خواہ رلا دی

میرا دل ہوگیا ہے بہت حیران
کہاں ڈھونڈھوں کہاں پاؤں بتا دے

اٹھتا ہے آہ سے دل میں یہ خطرہ
کبھی لیکر کے سینہ کو جلا دے

یہ روز ہجر ہے گویا قیامت
نہ یہ دشمن کو دکھ میرا خدا دے

نہیں مقدور ہے دم مارنے کا
ہمیں تو چاہے سر تا پا جلا دے

تمامی عمر تیرے غم میں کھوئی
نہ اب فضل علی کو دکھ ذرا دے

ہوئے تیری نظر سے دل رنجور کے ٹکڑے
جلے ہیں کہ تجلی سے ہوئے طور کے ٹکڑے

طاقت کو نہ طاقت ہے نہ مقدور کو مقدور
یہاں ہوتے ہیں دم میں تیرے مقدور کے ٹکڑے

اپنے بخیر کی نعمت سے مجھے سو جگہ بہتر
جو پاؤں تیرے ہاتھ سے منصور کے ٹکڑے

اس نفس نے فرعون و نمرود کو کیا خوار
الحمد تو کرتا ہے ایسے مغرور کے ٹکڑے

آنکھوں میں ہے تیرے فضل کی تجلی کیوں نہ ہو فربا
ہے آنکھوں میں تیری بفضل خدا ہو تیوں کی طرح

لیل و نہار رہتا ہے مجھکو خیال غم سے
ملتے ہو کیوں نہیں تم اے مہرباں ہم سے

تیرے ہجر میں درد کے زندگی سے یا تھ دہو
ایسا نہ ہو نکل جائے یہ بولتا جو ہم سے

دوری تیری اے محبوب حق ہوئی حاصل
یہ غم خدا نہ ڈالے رکھیو بچا کے اس غم سے

نعروں سے سینہ پھٹ کر ٹکڑے ہوا ہے میرا
ایک آہ گر سناؤں پھٹ جائے کوہ ستم سے

جینے کو تو جیتا ہے فضل سے علی بیچارا
اس دم سے حیات جسد ملون صنم سے

مرے دلکو مصفا کرکے اپنا عشق بھر دیجیے
صفائی قلب حاصل ہو میرا یہ کام کر دیجیے

میں تیرا ہوں تو میرا ہے بھلا جا کر کہوں کس سے
یہ دل مشتاق تیرا ہے شراب شوق بھر دیجیے

جہاں دیکھوں تجھے دیکھوں نہ دیکھوں غیر ہرگز
تڑپتا ہے درد حالت میں اسکی خبر لیجیے

تمہاری اک نظر میں کام سب عالم کے ہوتے ہیں
نظر رحمت کی اپنے پیارے ذرا سی کر دیجیے

تمامی عاشقوں میں تیرے فضل علی کمتر
اسے بے پرتو کر دیجیے نہیں ہرگز کمتر دیجیے

انکھوں میں نخر نور سلیمان تونسوی
دلکا مرے سرور سلیمان تونسوی

اللہ مجھکو رکھنا اس سرو قد کے پاس
ہرگز نہ ہوں میں دور سلیمان تونسوی

میں چشتیوں کے ساری گلستاں کی سیر کی
ہرگز نہ ہوں دور سلیمان تونسوی

نخل ارم کا جب سے مرے دل پہ چھا گیا
یہ دل ہوا حضور سلیمان تونسوی +

ہے آرزو مجھے میں رہوں تیرے زیر نظر
مستی سے ہوں میں چور سلیمان تونسوی

مستی ہو تا قبور سلیمان تونسوی
رکھے مجھے ضرور سلیمان تونسوی

تیری نظر سے فضل علی کا ہو باغ سبز
کیجیے نہیں قصور سلیمان تونسوی

اے ساقی آج تو ایک جام بھر کر مجکو دے
مجھے تو غیر سمجھ اپنا فدوی کر کر دے

کہاں تلک مجھے تڑپاوے صاحب پیمانہ
یہ آرزو ہے کہ ٹک اپنے لب پہ دھر کر دے

نظر سے تیرے تو یہ جسم خاک ہوا بالکل
تو اپنے لطف سے آکر ذرا نظر کر دے

ہزار حیف کہ جب سر عرشکے سنئے ترسانا　　　کہ جینیں ہیں نہ پایک سرکون مرکے دے

سر دیکھے ہے تیرے قدم پر فضل نبی تیرا
شراب وصل کی دیگر اسے پیر کردے

سرو قد خوش خرام نکلا ہے +　　　دیکھئے اژدہام نکلا ہے

دیکھئے کس طرح بچے عالم　　　کرنے کو قتل عام نکلا ہے

طائر دل بچے نہیں ہرگز　　　زلف کالے دو دام نکلا ہے

پہن کر وہ لباس زرین کو　　　ہو مغرق تمام نکلا ہے

ور سے بے کب رہا جاتا ہے　　　خیر یہ دل کو تھام نکلا ہے

کس کا مقدور ہے کرے تقریر　　　آج وہ خوش کلام آتا ہے

جانے بازی کو رہنے دے یارو　　　کیا مزے کا یہ کام نکلا ہے

کیا یہاں عید سے ہوئی ہے دھوم　　　گویا وہ چاند شام نکلا ہے

سر جھکاتے ہیں فرشتے قدموں پر　　　خوب بن ٹھن کے وہ خرام نکلا ہے

میں بھی جاتا ہوں اپنے دلبر سے　　　ہاتھ میں لے شیشہ جام نکلا ہے

اے رقیبوں نرد کو فضل علی کو
یہ پی کو کرنے سلام نکلا ہے

یار کے ملنے کے خاطر انتظاری ہے مجھے　　　قاصد اب تو ہی بلا دے بیقراری ہے مجھے

لے گیا میرا قرار اور بیقراری دیکھنا +　　　دے دیا ہے درد جس سے آہ و زاری ہے مجھے

خوب رویوں کی وفا کا کب ہی ہم کو اعتماد　　　دم میں کرتے ہیں وفا اور دم میں ہے خواری مجھے

میں تو پہلے ہی تھا زخمی تیر مژگان کا تیرے　　　ابروئے خمدار نے کیا تیغ ماری ہے مجھے

دے جمال اپنا کہ گرتا ہے سے وہ فضل علے
رات ساری ہجر میں اختر شماری ہے مجھے

کب تمنا ہے کسی سیر گلستاں کی مجھے　　　اے صبا لا دے خبر میرے جاناں کی مجھے

بھول جاتا ہوں تصور میں کے سب خیال　　　نہ خبر جسم کی اپنی ہے اور نہ جاں کی مجھے

جب سے سونگھی ہے اُس زلف پریشاں کی بو
بو خوش آتی ہے سنبل و ریحان کی مجھے

خانہ درد کیا یہ دل پر درد ہے طبیب
ے اب کچھ نہیں ہی خواہش درمان کی مجھے

اس دل پر درد میں دے جلوا فضل علی کو ذرا
دل یہ تیرا ہے ہی قسم قرآن کی مجھے +

تیرے ہجرت کا ایسا درد اس دلکو جلاتا ہی
میرا احوال جو دیکھے اسی کو رونا آتا ہے

کبھی لوٹوں کبھی تڑپوں کبھی بیہوش ہو ہوکر
کبھی حیرت میں اکر ہزاروں پر میرا دل ڈوب جاتا ہی

نہ طاقت پاؤں میں آوں نہ تیرے پر ہیں اٹھ جاوں
برا لاچار پچھتاتا ہوں نہیں کچھ مجھکو بھاتا ہے

تمامی دوست اپنی ہو گئے ہیں دم میں بیگانہ
یہ دل بے یار کے ہو کر صرف مجھکو ستاتا ہے

نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے پڑا ہے سر کو رکھ در پر
اگر کھاتا ہی تو کھاتا ہی یہ تیرے غم کو کھاتا ہے

کہاں تک میں کروں نعرہ نہیں طاقت ہی لمیز
کہ لب پر جان آپہونچی نکل جی تن سی جاتا ہی

کہ بے دیدار جانا کے نہ ہو فضل علی زندہ +
ذرا جا کر کوئی دیکھو مسیحا دم ہے آتا ہے

نقاب چہرہ سے اے دلبر اوٹھا تو سہی
تو اپنے حسن کا جلوا ہمیں دکھا تو سہی +

یہ دل ہوا میرا تجھہ شمع رو کا پروانہ
اگرچہ شک ہے تو آکے آزما تو سہی +

تمہارے آنے سے ہی اس مریض دل کی شفا
قدم کو اپنے ذرا یہاں تلک لا تو سہی +

ہمارے زندگی ہے دیکھنا تیرا دیدار
یہ اپنے جان بیجان کی بہلا تو جان سہی

جدا نکر تو فضل علی محفل سے اپنے +
یہ دل اور جان سے قربان ہی ٹک بیٹھا تو سہی

ہائے یہ تو بہار جاتی ہے
نہ رہی کوئی پھول اور نہ کلی +

نہ رہے کوئی خار گلشن میں
جب سے باد خزاں سے باد چلی

سر پٹکتی ہے بلبل شیدا
چمن دہر میں ہوئے ہے بیکلی

تو تو اس غنچہ حسن سے دل دہو
تری پہلوار نہ رہے گی کہاں

یا الٰہی تو باغ الفت میں +
رکھنا جو جو غزل ہیں میری کہی

جسکے دلبر کا شوق دلبسہ ہو
اُس دل مرض کی دوا ہے یہی

سن بارہ سو اور چھیاسٹھ ہیں
جب سے ہے یہ دیوان فضل علی

تمام شد نسخہ ہذا من تصنیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین فضیلت مآب جناب حضرت سید شاہ فضل علی صاحب دام برکاتہ بتاریخ پانزدہم شہر شوال المعظم ۱۲۶۶ ہجری نبوی روز یکشنبہ صورت اختتام یافت بہ یمن و کرمہ۔ فقط

از وحید الدین احمد سہسرامی

بحر طویل

تو کو مار گیو فضل علی پیا دیکھ لاگے ذرا جوبن کو ✦

اب کیا کروں اے بہنی میں ترسے فضل علی دیکھن کو

سب سکھی جات ہیں چلی اپنے فضل علی سے کھیلن کو

ہوری انکھیاں ترست ہیں فضل علی کے درشن کو

ای کاگا منتی کرت ہوں سب مانس مورا تو کھا جا

فضل علی کو ملن کی ہے آس جری چھوڑیو دوا دنین کو

ارے بید دامت ناڑی پکڑ تو ہے ناہیں ہو فیض کے کھبر

ہوری یہ دوائی ہے اتبو ملا دے فضل علی پیتم کو

دیگر ٹھمری

جب سے پڑی فضل علی نجریا
دل دھڑکت ہے جیا ترپت ہے
فیض ہوا گھائل فضل علی نجریا

فیض ہے کے دل پر لگی کٹریا
اب تو فضل علی کھبریا فضل علی کھبریا
دیکھ وحید کیا ہے بانکی نجریا

تمام شد